محمود، فاروق، فرزانہ
اور انسپکٹر جمشید
سیریز

Atlantis
Publications

فائل کا دھماکہ

اشتیاق احمد

نام ناول : فائل کا دھماکہ

ناول نمبر : 714

پبلشر : فاروق احمد

قیمت : 29روپے

Atlantis Publications

P.O.Box No. 10658, S.I.T.E, Karachi

احادیث

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور دوسرے لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تجھے ناگوار ہو''

(مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کسی کو مسجد میں آنے جانے کا عادی دیکھو تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد رکھتا ہے جو اللہ اور آخرت کے روز پر ایمان لایا اور نماز قائم کرتا اور زکوٰۃ ادا کرتا رہا اور وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا''

(ترمذی)

دو باتیں

السلام علیکم !

دس ماہ پہلے' قریباً پچیس سال سے ناولوں کی اشاعت کا سلسلہ جب میں نے بند کیا تو دل کو ایک دھچکا سا لگا تھا' یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی بہت ہی قریبی عزیز فوت ہو گیا ہے' کسی عزیز کے فوت ہونے سے تو انسان سب کے سامنے آنسو بہا سکتا ہے' ادارے کے فوت ہونے میں صرف چھپ کر ہی آنسو بہا سکا' میرے اس درد کو کوئی اور محسوس نہ کر سکا' یا کسی نے محسوس کیا تو بہت معمولی حد تک......

لیکن میرے قارئین اس دوران برابر مجھ پر لال پیلا ہوتے رہے' مجھ پر گرجتے رہے' برستے رہے' مجھے کھری کھری' بے نقط سناتے رہے' جتنا بُرا بھلا وہ کہہ سکتے تھے کہتے رہے لیکن میں کیا کہہ سکتا تھا۔

روزنامہ اسلام کی انتظامیہ نے میگزین ''بچوں کا اسلام'' کی تمام تر ذمے داری میرے کندھوں پر ڈال دی تھی اور یہ کام بہرحال ناول سے زیادہ مقدس تھا' یہ بات میں نے بار بار قارئین کو بتائی' لیکن ناولوں کے شیدائی قارئین کوئی بات سننے پر آمادہ نہ ہوئے۔ دوسری طرف میری مجبوری یہ تھی کہ بچوں کا اسلام کا کام بے تحاشہ تھا' ڈاک دھڑا دھڑ آنے لگی تھی اس کام کے ساتھ اپنا ادارہ چلانا میرے لیے ممکن نہیں تھا' کیونکہ اس کی اپنی کچھ مصروفیات ہوتی ہیں' آخر اس سنگین مسئلے کا حل فاروق احمد صاحب کی پیش کش سے ممکن ہوا۔ یہ کراچی سے جھنگ تشریف لائے مجھے مجبور کیا کہ کم از کم ایک چھوٹا ناول ایک ماہ میں ضرور لکھ دیا کروں' اس سلسلے میں آپ کو کچھ نہیں کرنا پڑے گا' ناولوں کا اور میرا چونکہ چولی دامن کا ساتھ ہے' اس لیے میں نے اس کی پیشکش کا جائزہ لیا' اپنے اوقاتِ کار کا حساب لگایا' بس تھوڑا سا وقت انتہائی مشکل سے نکل پایا' یعنی 45 منٹ روزانہ۔ اب 45 منٹ روزانہ کے حساب سے ناول پر کام شروع کیا' اس طرح اس قابل ہوا کہ ایک ماہ میں ناول تیار ہو سکا۔ لہذا فائل کا دھماکہ حاضر ہے۔

دس ماہ پہلے آخری ناول آگ کا خون شائع ہوا تھا جو قریباً 400 صفحات کا تھا' اس لحاظ سے یہ ناول میرے قارئین کو بچہ سا لگے گا اس کا سیدھا سادا حل یہ ہے کہ آپ اس کو بچے بن کر پڑھ لیں۔ ان شاء اللہ لطف آئے گا اور آپ کی پرانی یادیں تازہ ہو جائیں گی اور آپ محسوس کریں گے کہ اشتیاق احمد کی واپسی آخر ہو ہی گئی۔

دیکھنا یہ ہے کہ یہ واپسی کب تک برقرار رہتی ہے' اگر قارئین نے ساتھ دیا اور فاروق احمد صاحب ڈٹے رہے تو میں بھی اپنی ذمے داری نبھانے کی پوری کوشش کروں گا...... کیونکہ اب اس گاڑی کے تین پہیے ہیں پہلے گاڑی دو پہیوں والی تھی...... تین میں سے ایک پہیہ جس دن رک گیا' یا

گاڑی سے نکل کر آگے ہو گیا' اس دن یہ گاڑی ٹھس ہو جائے گی اور نتیجہ وہی نکلے گا یعنی ڈھاک کے تین پات' لیجیے یہاں بھی تین کا لفظ نکل آیا' ہے کوئی تک......

اب آپ ناول شروع کریں اور اس میں ڈوبتے چلے جائیں......

مجھے سو فیصد امید ہے کہ آخر تک آپ خود کو ابھار نہیں سکیں گے۔ ناکامی آپ کے آڑے آئے گی' یہ اور بات ہے کہ یہ ناکامی آپ کے لیے بہت خوش گوار ثابت ہو......

اجازت چاہوں گا!

والسلام

اشتیاق احمد

☆☆☆☆☆☆

پہلا وار

''مرتے ہوئے ایک شخص کی آخری خواہش پوری کریں گے آپ۔''

''کک... کیا مطلب؟''

محمود اور فاروق نے حیرت زدہ انداز میں ایک ساتھ کہا۔ انہوں نے دیکھا ان کے سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا اور کھڑا کیا تھا' بس گرنے کے قریب تھا' یوں لگتا تھا جیسے اس کی ٹانگوں سے جان نکلتی چلی جا رہی ہو' اور پھر وہ گر ہی گیا۔

''بولیے... جلدی.... ورنہ میں چلا''

''جلدی بتائیں' آپ کو ہوا کیا ہے؟''

''مجھے کسی نے زہر دیا ہے' میرے پاس کسی کی امانت ہے' آپ اس کی امانت جوں کی توں اس تک پہنچا دیجیے گا... مجھ سے وعدہ کریں' مرتے ہوئے ایک شخص سے پکا وعدہ کریں'' اس نے مشکل سے کہا۔

''اچھی بات ہے' ہم وعدہ کرتے ہیں' کہاں ہے وہ امانت' وہ کیا چیز ہے اور کسے پہنچائیں گے ہم'' محمود نے رکے بغیر کہا۔

''وہ.... وہ میرے گھر کی الماری میں محفوظ ہے' اس وقت تک اس

''وہ.....وہ میرے گھر کی الماری میں محفوظ ہے' اس وقت تک اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں' لیکن بہت جلد معلوم ہو جائے گا اور جونہی ان لوگوں کو معلوم ہو گا وہ اس کو حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑیں گے' اس وقت آپ کا کام..... کام ..... یہ ہو گا کہ وہ چیز.....اس کے مالک کو پہنچا دیں.....اور یہ بھی یاد.......رکھیں..... مجھے زہر کھلائے جانے کا جونہی پتا چلا.....میں اس پارک کی طرف روانہ ہو گیا.....میں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر یہاں آیا ہوں' ابھی تک ٹیکسی کا بل بھی ادا نہیں کر سکا.....آپ مہربانی فرما کر اس کا بل ادا کر دیں' میرے گھر سے آپ کو بل جتنے پیسے مل جائیں گے''

''اوہو..... یہ بھی تو بتائیں..... آپ کا گھر کہاں ہے.....کیا آپ اس ٹیکسی میں گھر سے روانہ ہوئے تھے''

''نہیں...اپنے قاتل کے گھر سے نکل کر سڑک پر آیا تھا کہ کلیجہ کٹنے لگا.....اور میں جان گیا..... مجھے..... مجھے.....زہر.....دیا گیا ہے۔ بس میں نے فوراً ادھر کا رخ کیا.....اس لیے کہ مجھے معلوم تھا.....آپ لوگ شام کے وقت یہاں ضرور آتے ہیں''

''آپ نے اب تک گھر کا پتا نہیں بتایا'' محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

''میں بتانا نہیں چاہتا...ہو سکتا ہے.....قاتل میرے تعاقب میں مجھ تک پہنچ چکا ہو...اور کسی درخت کے پیچھے چھپا ہوا اور زہر کھلا کر جانے کی اجازت شاید اس نے اسی لیے دی تھی کہ میں اس امانت کا رخ کروں اور وہ تعاقب کر کے مجھ تک پہنچ جائے.....اس لیے میں نے ایسا نہیں کیا۔ سیدھا یہاں چلا آیا.....میں بچہ نہیں ہوں...آپ کو اپنے گھر کا پتا نہیں بتا

سکتا.....میرے قاتل کو بھی معلوم نہیں کہ میرا گھر کہاں ہے.....''

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی دونوں نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا.....لہٰذا ایک ایک درخت کا جائزہ لیتے گئے۔ ایک درخت کے پیچھے انہیں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ انہیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔

''سنو فاروق! اگر اس بے چارے کا خیال درست ہے اور کوئی اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا ہے اور اس نے یہاں ہوتے ہوئے باتیں سن لی ہیں' تب وہ ہمارا تعاقب ضرور کرے گا.....لیکن ہم اتنے بچے نہیں''

''بچے تو خیر ہم ہیں' کتنے نہیں ہیں' یہ مجھے معلوم نہیں''۔ فاروق مسکرایا۔

''حد ہو گئی...صرف میں پارک کے دروازے کی طرف جا رہا ہوں' ٹیکسی ڈرائیور باہر موجود ہے.....اگر اس نے تعاقب کیا تو تم اس کے پیچھے آؤ گے' ورنہ اسکی تلاشی لینے کے بعد دروازے کا رخ کرنا' پھر ہم دونوں چلیں گے''

''لیکن کہاں؟ اس نے ہمیں اپنے گھر کا پتا نہیں بتایا''

''کم از کم ہم سڑک پر اس جگہ ضرور جا سکتے ہیں.....جہاں وہ اپنی گلی سے نکل کر آیا تھا۔ تم اپنے کیمرے سے اس کی تصویر لے لو.....ہم اس علاقے کے لوگوں کو تصویر دکھائیں گے''

''اوہو! وہاں تو یہ رہتا ہی نہیں تھا...وہاں کے لوگ بھلا تصویر دیکھ کر کیا خاک بتائیں گے''

''تم ٹھیک کہتے ہو...... یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی۔ لیکن
بھئی کسی نہ کسی طرح اس کے گھر کا سراغ تو لگانا ہوگا۔ لہذا تم اس کی تلاشی
لے لو شاید شناختی کارڈ مل جائے اور میری طرف بھی نظر رکھنا''

یہ کہہ کر محمود اٹھا اور تیر کی طرح پارک کے دروازے کی طرف
چلا..... فاروق اس کی طرف دیکھتا رہا۔ کسی نے اس کا تعاقب نہ کیا.....اب
وہ لاش کی طرف متوجہ ہوا اسکی تلاشی لی..... اس کی ایک جیب سے کچھ
کاغذات مل گئے... اس نے ان کا جائزہ لیے بغیر ان کو جیب میں رکھ لیا اور
دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے سرسری انداز میں مڑ کر اس درخت کی
طرف بھی دیکھا جس کے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ لیکن وہاں
کوئی نہیں تھا۔

پارک سے نکلا تو محمود غائب تھا۔ وہاں کوئی ٹیکسی بھی نہیں تھی۔ اس
کا منہ بن گیا..... محمود کو کم از کم اس کا انتظار تو کرنا چاہیے تھا۔ اب اس نے
اپنے موبائل پر سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ڈائل کیے۔

''السلام علیکم انکل'' اس کی آواز سن کر وہ بول اٹھا۔

''وعلیکم السلام فاروق، خیر تو ہے..... آواز پرسکون نہیں ہے''

''ایک عدد لاش آپ کا انتظار کر رہی ہے''

''ارے باپ رے.... اس کو میرا انتظار کرنے کی کیا ضرورت
پیش آ گئی بھلا''

''یہ تو آپ آکر اسی سے پوچھیے گا.....''

''لاش کہاں ہے''

''پارک میں...... جہاں ہم بیٹھتے ہیں''

''ارے تو کیا تم نے کسی زندہ شخص کو لاش میں تبدیل کر دیا ہے''
اکرام نے بوکھلا کر کہا۔

''نہیں انکل.... وہ زندہ حالت میں ہم تک پہنچا ضرور تھا، لیکن یہ
خود بخود لاش میں تبدیل ہو گیا، بے چارہ''

''جہاں جاؤ گے.... کچھ نہ کچھ کر کے رہو گے.... اچھا خیر میں آ رہا
ہوں، انسپکٹر صاحب کو خبر سنا دوں؟''

''سنا دیں، کوئی حرج نہیں.... ویسے معاملہ پراسرار ہے''

''یہ تو لازمی بات ہے'' اس نے جل کر کہا اور فاروق مسکرا دیا۔

جلد ہی سب انسپکٹر اکرام اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔
اس نے لاش کا معائنہ کیا اور معمول کی کارروائی کے لیے اپنے ماتحتوں کو
ہدایات دینے لگا۔ پھر اس کی طرف آیا۔ وہ بنچ پر کافی اداس بیٹھا تھا۔

''کون تھا یہ''

''انسان'' فاروق نے سرد آہ بھری۔

''حد ہو گئی''

''میرے خیال میں تو اس میں حد نام کی کوئی چیز نہیں ہوئی''

''اب تم سے کون مغز مارے... جلدی بتاؤ..... یہ کون تھا''

''اس نے بتایا نہیں....''

اکرام نے لپک کر ادھر ادھر دیکھا۔

''اور محمود کہاں ہے''

''محمود، ٹیکسی کا بل ادا کرنے گیا تھا، اب معلوم نہیں کہاں ہے؟''

''سیدھی طرح بتاؤ....'' اکرام جھلا اٹھا۔

اور فاروق نے اسے ساری بات بتا دی..... لیکن اس کی جیب سے جو کاغذات ملے تھے ان کے بارے میں اسے نہ بتایا۔

ضروری کاروائی کے بعد لاش اٹھوالی گئی اور اس کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا۔

''اب تم..... تمہارا کیا پروگرام ہے''

''ظاہر ہے..... گھر جاؤں گا''

''اچھی بات ہے..... تو پھر اللہ حافظ''

اور پھر فاروق گھر پہنچ گیا۔ اس نے دروازے کی گھنٹی بجائی تو فرزانہ خود دروازے پر آئی دروازہ کھولے بغیر اس نے کہا

''تمہارے گھنٹی بجانے کے انداز سے بے چینی، گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار ہو رہا ہے خیر تو ہے''

''پہلے دروازہ تو کھول دو....'' فاروق جل گیا۔

فرزانہ نے دروازہ کھول دیا پھر چونک کر بولی۔

''محمود کو کہاں چھوڑ آئے ہو .... اس کا مطلب ہے.... کوئی واردات ہوئی ہے اور ہوئی بھی قتل کی.... میرا اندازہ درست ہے نا''

''توبہ ہے تم سے' یہ اتنے زبردست اندازے کس طرح لگا لیے تم نے؟''

''تمہاری طرح میں عقل سے پیدل نہیں ہوں''

''یہ جان کر خوشی ہوئی کہ میں عقل سے پیدل ہوں' اللہ کا شکر ہے' عقل سے ہوائی جہاز پر سوار نہیں ہوں''

''بے تکی باتیں کرنا تو کوئی بس تم سے سیکھے''

''اپنے اندازوں کی کہانی سناؤ''

''گھنٹی پُرسکون انداز میں نہیں بجائی.... محمود تمہارے ساتھ نہیں ہے.... ارے.... یہ.... یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں.... فاروق' فوراً اندر آ جاؤ اور دروازہ بند کرلو۔ کوئی تیر کی طرح ہمارے گھر کی طرف آ رہا ہے اور اس کے ارادے نیک نہیں لگتے''

''فرزانہ چلائی''

====☆====

دوسرا دھچکا

محمود پارک سے باہر نکلا۔ ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی سے باہر کھڑا تھا اور پریشانی کے عالم میں دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ محمود تیر کی طرح اس کی طرف گیا۔

''ایک صاحب نے آپ کی ٹیکسی میں یہاں تک کا سفر کیا ہے اور غالباً کرایہ دیئے بغیر اندر چلا گیا تھا' اسکے پاس کرایہ نہیں تھا' یہی بات ہے نہ''

''جی.... جی ہاں! اس نے کہا تھا' اندر سے کرایہ بھجواتا ہے' لیکن کافی دیر ہوگئی.... اس نے اب تک کرایہ نہیں بھجوایا.... کیا آپ لے کر آئے ہیں؟''

''ہاں میں کرایہ ادا کروں گا'' آپ نے اس شخص کو کہاں سے بٹھایا تھا؟

''کالی چرن روڈ''

محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔ ملک سے ہندوؤں کو رخصت ہوئے پچاس سال سے زائد عرصہ ہو گیا تھا' لیکن بعض علاقوں کے نام اب تک ہندووانہ تھا۔ ایسے نام سن کر ہمیشہ ان کے منہ بن جاتے تھے۔

''آپ مجھے کالی چرن روڈ پر اس جگہ اتار دیں جہاں سے آپ نے اسے بٹھایا تھا۔ میں دو طرفہ کرایہ ادا کر دوں گا''

''بہت بہت شکریہ! اس سے اچھی بات بھلا کیا ہو سکتی ہے''

محمود ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا' فاروق بہت جلد آنے والا ہے' لیکن اس کے باوجود اس نے اس کا انتظار نہ کیا' اس نے سوچا' فاروق کو سب انسپکٹر اکرام کے آنے تک یہیں رکنا چاہیے۔

دوسرے ہی لمحے وہ ٹیکسی میں کالی چرن روڈ کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ پندرہ منٹ بعد ڈرائیور نے ایک جگہ ٹیکسی روک دی۔

''وہ صاحب یہاں سے سوار ہوئے تھے''

''شکریہ!'' یہ کہہ کر اس نے کرایہ ادا کیا اور نیچے اتر گیا۔

اب وہ سڑک کے ساتھ ساتھ کچھ دور ایک طرف چلا' پھر کچھ دور دوسری طرف چلا۔ اسے ایک گلی نظر آئی۔ آس پاس اور کوئی گلی نہیں تھی۔ اس نے اندازہ لگایا کہ ضرور اس گلی میں وہ گھر ہے جس میں اس نامعلوم شخص کو زہر دیا گیا ہے۔ محمود اس گلی میں چلنے لگا۔ اس کے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ اس شخص کی تصویر تک نہیں تھی کہ کسی کو دکھا کر کچھ معلومات حاصل کر سکتا' ان تمام باتوں کے باوجود وہ ایک بات جانتا تھا' جس کسی نے بھی اس غریب کو زہر دیا ہے' وہ شخص پرسکون تو ہرگز نہیں ہو سکتا' اس کے چہرے پر ضرور پریشانی اور خوف کے شدید آثار ہوں گے۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا کرے۔ آخر اس نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور لگا اپنے قلم سے اس کاغذ پر اس شخص کی تصویر بنانے' اس کام کے یہ تینوں ماہر تھے۔ کسی کو ایک نظر دیکھ کر اس کی ہو بہو تصویر بنا ڈالنا ان کے لئے کچھ بھی مشکل کام نہیں تھا۔ جب تصویر مکمل ہو گئی

تو اس نے گلی کے سب سے پہلے دروازے پر دستک دی چند سیکنڈ بعد ہی دروازہ کھل گیا۔

''معاف کیجئے گا' میں نے آپ کو زحمت دی.... میرا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے''

''کیا مطلب.... کیا محکمہ سراغ رسانی میں اب بچوں کو بھی ملازم رکھا جانے لگا ہے''

''ہم لوگ بلا معاوضہ کام کرتے ہیں' البتہ ہمارے والد محکمے میں باقاعدہ ملازم ہیں''

''اوہ اچھا خیر.... میں کیا خدمت کرسکتا ہوں''

''آپ نے اس شخص کو کہیں دیکھا ہے''

یہ کہہ کر محمود نے تصویر اس کی آنکھوں کے سامنے کردی اور خود اس کے چہرے پر نظریں جمادیں۔ تصویر کو چند سیکنڈ تک غور سے دیکھنے کے بعد اس نے کہا۔

''جی نہیں' میں نے اس شخص کو پہلے کبھی نہیں دیکھا''

''شکریہ جناب!''

اس نے کہا' اس سے ہاتھ ملایا اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ بند کرلیا۔ محمود کو یقین ہو چکا تھا کہ اس شخص کا تصویر والے شخص سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ وہ بالکل پرسکون رہا تھا۔ اس طرح وہ ایک ایک گھر کے فرد سے ملتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ گلی کے آخر میں ایک گھر سے نکلنے والا ادھیڑ عمر کا آدمی اس تصویر کو دیکھ کر چونکا۔ اس کی آنکھوں میں خوف نظر آیا' تاہم اس نے خود کو سنبھال لیا اور آواز کو پرسکون کر کے بولا۔

''جی نہیں! میں نے اس شخص کو کبھی نہیں دیکھا''

ساتھ ہی اس نے دروازہ اندر سے بند کرنا چاہا' ایسے میں محمود نے سرکاری ٹانگ آگے کردی.... دروازہ بند نہ ہوسکا۔

''یہ' یہ آپ نے کیا کیا''

''دیکھئے جناب! میرا تعلق سراغ رسانی سے ہے' میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ جوابات دینے پر آمادہ ہوں تو ٹھیک' ورنہ پھر آپ کو پولیس اسٹیشن لے جایا جائے گا اور وہاں ہمارے اگلوانے کے طریقے اور ہیں۔

''کک.... کیا مطلب..... آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں''

''جی نہیں! مشورہ'' وہ بولے۔

''اچھی بات ہے' آیئے.... کرلیں سوالات' لیکن مجھ پر شک کر کے آپ کو افسوس ہوگا کیونکہ میں اس شخص کو ہرگز نہیں جانتا''

''کیا یہ شخص آپ کے گھر آج کسی وقت آیا تھا''

''بالکل نہیں!'' اس نے کہا۔

''خیر! آپ مجھے تلاشی لینے دیں''

''آجائیں.... جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں تو میں کیوں ڈروں تلاشی دینے سے'' اس نے جل کر کہا۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں' اس صورت میں آپ کو ڈرنے کی واقعی کوئی ضرورت نہیں'' محمود یہ کہتے ہوئے مسکرایا۔

پھر وہ اسے اندر لے آیا اور دروازہ بند کرلیا۔

اس سے پہلے کہ آپ میرے گھر کی تلاشی لیں' پہلے اپنے کاغذات

دکھائیں اس بات کا بھی تو امکان ہے کہ آپ خود کوئی فراڈ ہوں۔

''آپ کا مطالبہ درست ہے'' یہ کہہ کر اس نے اپنا کارڈ اس کے سامنے کر دیا کارڈ کو دیکھ کر اس نے سر ہلایا' کندھے اچکائے اور بولا۔

''لیں پھر تلاشی''

''آپ کام کیا کرتے ہیں''

''ایک سرکاری دفتر میں ملازم ہوں''

''آپ کا نام' محکمے کا نام''

''یہ آپ تلاشی لے رہے ہیں''

''ہاں! تلاشی میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں''

''او کے! میرا نام راحیل باز ہے' محکمہ خارجہ میں ملازمت کرتا ہوں' وہاں ریکارڈ کیپر ہوں''

''شکریہ! اب میں تلاشی لوں گا''

''ضرور! کیوں نہیں''

محمود نے اس گھر کی اچھی طرح تلاشی لی' کوئی اعتراض کے قابل چیز نظر نہ آئی' نہ گھر میں کسی قسم کا زہر کہیں سے ملا۔ آخر تنگ آ کر اس نے کہا:

''معاف کیجئے گا جناب! میں نے آپ کو زحمت دی' واقعی اس معاملے سے آپ کا دور کا بھی تعلق نہیں' اب میں اجازت چاہوں گا''

''اچھی بات ہے' شکریہ''

اور پھر وہ اس سے ہاتھ ملا کر باہر آ گیا' گلی سے باہر نکل کر اس نے اپنے موبائل پر سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ڈائل کیے' اس کی آواز سن کر بولا۔

''انکل! کالی چرن روڈ گلی نمبر 3 مکان نمبر 309 میں راحیل باز نامی شخص رہتا ہے' محکمہ خارجہ میں ملازم ہے' اس کے بارے میں مکمل معلومات چاہییں اور ساتھ ہی اس کی خفیہ نگرانی بھی شروع کرا دیں''

''کیا اس کا تعلق اس لاش سے ہے؟ اکرام نے حیران ہو کر کہا۔

''مرنے والا اس گلی سے نکل کر ٹیکسی میں بیٹھا تھا اور پارک میں ہمارے پاس پہنچا تھا' اس سے یہ بات کیسے ثابت ہو گئی کہ راحیل باز کا اس معاملہ سے کوئی تعلق ہے'' اکرام نے شاید برا سا منہ بنا کر کہا۔

''میں کہہ نہیں سکتا' لیکن شک اسی پر جاتا ہے' میں نے مرنے والے کی تصویر بنا کر اس گلی کے ایک ایک فرد کو دکھائی ہے' صرف یہی ایک شخص تصویر دیکھ کر پریشان ہوا ہے' ویسے اس کے گھر سے کوئی چیز نہیں ملی''

''خیر میں نگرانی شروع کر دیتا ہوں' معلومات بھی لے لیتا ہوں''

''شکریہ! لاش کے بارے میں کیا معلوم ہوا؟''

''اس کی جیب سے کچھ نہیں ملا' معلوم کیسے ہوتا'' اکرام نے جھلا کر کہا۔

''اچھی بات ہے' میں گھر جا رہا ہوں' ابا جان کی کیا خبر ہے' کیا انہیں اس لاش کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے؟''

''نہیں! وہ صبح نو بجے کسی سلسلے میں نکلے تھے' پھر دفتر لوٹ کر نہیں آئے اور اب دفتر کا وقت ختم ہو چکا ہے''

''اس کا مطلب ہے' ان سے بھی گھر ملاقات ہو گی... السلام علیکم''

''وعلیکم السلام'' اکرام کے منہ سے نکلا۔

محمود نے موبائل بند کر کے جیب میں رکھا ہی تھا کہ ایک سفید کار

طوفان کی سی رفتار سے گلی کے موڑ تک آئی' اس نے زبردست انداز میں بریک لگائی اور گلی میں داخل ہوگئی..... محمود کو حیرت سی ہوئی' اس کے قدم وہیں جم گئے' جلد ہی اس نے کار کو راحیل باز کے گھر کے سامنے رکتے دیکھا۔ اب تو وہ چونک اٹھا۔

کار سے نکل کر کوئی شخص دروازے پر جا کھڑا ہوا تھا' پھر اس نے اسے گھر کے اندر جاتے دیکھا۔

محمود تیر کی طرح کار کی طرف لپکا۔ لیکن اس وقت وہ شخص واپس آتا نظر آیا اور اس سے پہلے کہ محمود کار تک پہنچ پاتا.... وہ اس میں بیٹھ چکا تھا اور کار آگے بڑھ چکی تھی۔

یہ گلی دو سڑکوں کے درمیان میں تھی اسی لیے دونوں طرف نکلا جا سکتا تھا۔ محمود دوڑ کر سڑک کے کنارے پہنچا۔ کار بلا کی رفتار سے اڑی جا رہی تھی۔ اس نے ٹیکسی کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ دور تک کوئی ٹیکسی نظر نہ آئی۔ اس وقت تک کار نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ وہ تیزی سے پلٹا اور راحیل ناز کے گھر کے سامنے پہنچا۔

گھر کا دروازہ کھلا تھا۔ اندر نظر ڈالتے ہی اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

====☆====

حملہ ہو گیا

فاروق نے اندر چھلانگ لگا دی' ساتھ ہی فرزانہ نے دروازہ بند کر دیا اور پھر کوئی پورے زور سے دروازے سے ٹکرایا۔ انہیں یوں لگا کہ دروازے کے قبضے اپنی جگہ سے کھل گئے ہوں۔ ان پر خوف سوار ہو گیا۔

''جلدی کرو فاروق' دروازے سے ٹکرانے والا بہت طاقت ور ہے' شاید دروازہ ٹوٹ جائے اور میں نے اس کے پیچھے بھی کچھ لوگوں کو آتے دیکھا ہے''

''ارے باپ رے! پہلے تو میں ابا جان کو فون کرتا ہوں' تم دروازے پر نظر رکھو.... امی جان کیا آپ تیار ہیں''

''میں باورچی خانے والا مورچہ سنبھال چکی ہوں۔ تم بھی یہاں نہ کھڑے ہو' اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کر لو اور بائیں ہاتھ والی کھڑکی بھی بند کرو'' بیگم جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

انہوں نے فوراً اپنے کمرے کی طرف چھلانگیں لگا دیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ دروازہ بند کر چکے تھے۔ پائیں باغ والی کھڑکی پہلے ہی بند تھی۔

''یہ تم کیا چکر ساتھ لے آئے'' فرزانہ نے بُرا سا منہ بنایا۔

''میں چکر ساتھ نہیں لایا'' فاروق نے اسے گھورا۔

''تب پھر....؟'' فرزانہ نے بھی جواب میں اسے گھورا۔

''چکر مجھے ساتھ لایا ہے''

''حد ہو گئی' ہے کوئی تک.....اب اگر دروازہ ٹوٹ گیا تو...؟''
اس نے آنکھیں نکالیں۔

''نیا لگوا لیں گے...''

''توبہ ہے تم سے....'' فرزانہ جھلا اٹھی۔

''مجھ سے کیوں! اللہ سے توبہ کرو اور حملہ آوروں سے ٹکرانے کا پروگرام ترتیب دے لو''

''کوئی کام تم بھی کر لو''

''تمہیں بتانے کا کام کر تو رہا ہوں''۔

عین اس لمحے دروازہ ٹوٹ گیا اس کے دھڑام سے گرنے کی آواز سنائی دی۔

''دروازے کی مرمت کے پیسے تو خیر اب ہم تم سے لے کر رہیں گے' اگر تم فرار نہ ہو گئے' ویسے تو بھاگتے ہوئے بھی ہم تمہاری لنگوٹی ضرور اتار لیں گے....تاکہ ضرب المثل پوری ہو جائے''

''حد ہو گئی....کیا یہ وقت اوٹ پٹانگ باتیں کرنے کا ہے''

''اس پر بعد میں غور کریں گے''

''دروازہ کھولو.....ورنہ اس کو بھی توڑ دیا جائے گا'' باہر سے کوئی چیخا۔

''معاملہ کیا ہے بڑے بھائی''

''مرنے والے کی جیب سے جو کچھ نکالا ہے.... وہ ہمارے حوالے کر دو' بس ہم باہر سے چلے جائیں گے''

''جانے تو خیر اب ہم نہیں دیں گے'' فاروق نے فوراً کہا۔

فرزانہ نے اسے اشارہ کیا کہ اسے باتوں میں لگائے رکھو۔ اور خود موبائل پر اپنے والد کے نمبر ڈائل کرنے لگی۔ لیکن سلسلہ نہ ملا۔ تنگ آ کر اس نے سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ڈائل کیے۔ اس کا فون بھی بند تھا۔ اب اس نے سب انسپکٹر محمد حسین آزاد کے نمبر ملائے اس نے فوراً کہا۔

''ہالو!''

''ہالو نہیں انکل السلام علیکم''

''اوہو! یہ تو فرزانہ صاحبہ کی آواز ہے''

''فوراً گھر کی طرف دوڑ پڑو۔ ہم پر زوردار حملہ ہوا ہے حملہ آور بیرونی دروازہ توڑ چکے ہیں اور اب اندرونی دروازہ توڑنے کی تیاری میں ہیں''

''ارے باپ رے....آ رہا ہوں''

فرزانہ نے فون بند کر دیا۔ اور باہر چیخ گونجی۔

''انہوں نے فون کر دیا ہے' دروازہ توڑ دو' اب ہمارے پاس.... ارے باپ رے....یہ کیا.....اتنا گرم پانی کہاں سے آ گرا...'' وہ چیخا۔

فاروق اور فرزانہ مسکرا دیئے۔ اس کا مطلب تھا' ان کی والدہ نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ اور اب وہ کم از کم ان کا دروازہ توڑنے کی کوشش تو کر نہیں سکتے تھے۔

''وہ....وہ دیکھو.... پانی کی دھار باورچی خانے کی طرف سے آ

رہی ہے.... آؤ باورچی خانہ کا دروازہ توڑتے ہیں' عین دروازے پر تو ہمارے اوپر پانی نہیں گر سکے گا۔ ان میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔

ان کی سٹی گم ہوگئی....

''ٹھہرو! ادھر نہ جاؤ..... ہم دروازہ کھول رہے ہیں'' فرزانہ نے چلا کر کہا۔

''دماغ تو نہیں چل گیا.... میرے پاس اس شخص کی جیب سے نکلنے والے کچھ کاغذات ہیں''

''ارے باپ رے.... اس کا مطلب ہے.... یہ ٹھیک کہہ رہا تھا''

''ہاں! یہ وہاں پارک میں کسی درخت کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ یہی خوف مرنے والے کو تھا''۔

''مرنے والا کون تھا''

''ابھی کچھ معلوم نہیں''

ایسے میں انہوں نے باورچی خانے کے دروازے پر ٹکر لگتے سنی۔

''خبردار! اگر تم نے باورچی خانے کا دروازہ توڑا'' فاروق گرجا۔

''تو کیا کرلو گے تم''

''ابھی بتاتے ہیں.... بہت لحاظ کرلیا ہم نے تمہارا''

''یہ تو اور زیادہ اچھی بات ہے'' باہر سے ہنس کر کہا گیا۔

''کون سی بات؟''

''یہ کہ اب تم ہمارا لحاظ نہیں کرو گے.... ہم بھی یہی چاہتے ہیں''

''فرزانہ دروازہ کھول دو..... ایسا نہ ہو کہ باورچی خانے کا

دروازہ ٹوٹ جائے''

''اچھی بات''

فرزانہ دروازے کی طرف بڑھی' اور فاروق نے جیب کی چیزیں اپنی الماری کے خفیہ خانے میں سرکا دیں' خفیہ خانہ بند کر دیا گیا۔

جونہی دروازہ کھلا' حملہ آور ان کی طرف الٹ پڑے انہوں نے دیکھا.... وہ چار پیشہ ور غنڈے تھے۔ وہ چاروں ان کی طرف پلٹے ہی تھے کہ باورچی خانے سے پھر ان پر تیز گرم پانی کی دھار پڑی ان کی چیخیں نکل گئیں۔ وہ جھلا کر باورچی خانے کی طرف پلٹ پڑے۔

اب فاروق اور فرزانہ کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئے۔ فاروق نے بلند آواز میں کہا۔

''امی جان! آپ دروازہ اندر سے بند رکھیں' ہم انہیں دیکھ لیں گے''

وہ چاروں پھر ان کی طرف پلٹے۔ اب ان کے چہروں پر شیطانی مسکراہٹ صاف نظر آ رہی تھی۔

''آخر شکار ہمارے جال میں آ ہی گیا۔ مرنے والے کی جیب سے جو کچھ نکلا ہے وہ کہاں ہے'' ان میں سے ایک نے ہنس کر کہا۔

''بہت خوب' بہت شاندار'' فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

''یہ کیا جواب ہوا' بہت خوب' بہت شاندار.... ہم نے تم سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا ہے جو اس کی جیب سے ملی ہیں''

''کس کی جیب سے؟'' فرزانہ فوراً بولی۔

''مرنے والے کی جیب سے''

''اس کا کچھ نام تو ہے'' فرزانہ مسکرائی۔

''کام کی بات کرو''

''تم لوگ ہماری تلاشی لے لو''

''تم نے وہ چیزیں گھر میں کہیں چھپا دی ہیں اور غالباً اس کمرے میں جس میں ابھی تم تھے''

''تم کمرے کی تلاشی لے سکتے ہو''

ہم تمہارے منہ سے کیوں نہ اگلوالیں۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کا پستول ان دونوں کی طرف تن گیا۔

''بس صرف دس تک گنوں گا.... اگر تم نے نہ بتایا تو اس پستول کی گولیاں تمہارے سینے میں اتر جائیں گی''

''تب پھر دس تک گننے کی بھی کیا ضرورت؟ پہلے گولی چلاؤ' پھر گنتے رہنا دس تک'' فاروق مسکرایا۔

''تم پاگل تو نہیں ہو''

''میرے بارے میں کچھ لوگوں کا یہی خیال ہے' لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ وہ خود پاگل ہوتے ہیں''

''یہ ایسے نہیں بتائیں گے' ان میں سے ایک کے سینہ میں گولی اتار دو.... دوسرا فرفر بولے گا''۔

''آخر سینے میں ہی کیوں.... کہیں اور گولی نہیں اتار سکتے'' فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

''ایک دو تین چار....'' اس نے جیسے اس کا جملہ سنا ہی نہیں' بس گننے لگا۔

''رک کیوں گئے' آگے بھی گنو' فاروق نے فوراً کہا۔

''پانچ چھ سات آٹھ....''

اس نے پھر گنا' لیکن آٹھ پر رک گیا۔

''اوہو! آخر رک کیوں رہے ہو' کیا تمہیں دس تک گنتی نہیں آتی''

''فاروق جھلا گیا''

''نو.... دس....'' آخر اس نے کہا۔

ساتھ ہی ایک فائر ہوا' فاروق بجلی کی سرعت سے اپنی جگہ سے اچھلا' گولی اس کے نیچے سے نکل گئی۔

''کوئی پروا نہیں' کب تک اچھل کر بچاؤ گے... یہ لو''

اس نے ایک فائر اور جھونک دیا' لیکن اس بار نشانہ فرزانہ کا لیا تھا' اس کا خیال تھا فرزانہ بے خبر ہے اس کا خیال غلط نکلا۔ فرزانہ تڑ سے گری اور دوسری طرف لڑھک گئی۔

ایسے میں بیرونی دروازے کی گھنٹی بج اٹھی۔ ان کے چہرے کھل گئے۔ اگرچہ گھنٹی بجانے کا انداز ان کے والد کا نہیں تھا لیکن کوئی تو آیا تھا اور اس کی دخل اندازی سے حالات کوئی پلٹا کھا سکتے تھے۔

''جیکی! دیکھو کون ہے.... دروازہ نہ کھول دینا''

''فکر نہ کرو''

وہ دروازے پر پہنچا! باقی لوگ بتوں کی طرح ساکت کھڑے نظر آئے۔ پھر اس نے ہانک لگائی۔

''باہر کون ہے؟''

''انسپکٹر جمشید کا پڑوسی شیخ عبدالعزیز خان''

"کیا چاہتے ہیں" اس نے دروازہ کھولے بغیر کہا۔

"انسپکٹر جمشید کو ایک ضروری اطلاع دوں گا... ابھی ابھی جس شخص کی لاش ملی ہے.... اس کے بارے میں پیغام ہے"

"اوہ اچھا! ایک منٹ...."

یہ کہہ کر اس نے فوراً دروازہ کھول دیا اور پھر باہر کھڑے آدمی کو بازو سے پکڑ کر کھینچ لیا۔

"ارے ارے! یہ کیا کر رہے ہیں" وہ شخص چلا اٹھا۔

اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا اور غرا کر بولا۔

"ہاں اب بتاؤ.... کون ہو تم"

"پپ پڑوسی.... انسپکٹر جمشید صاحب کا.... کہاں ہیں وہ.... فاروق اور فرزانہ تو یہ ہیں.... تب پھر تم کون لوگ ہو" وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

"وہ اطلاع کیا ہے" حملہ آوروں میں سے ایک نے غرا کر کہا۔

"کک.... کون سی اطلاع" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی ابھی جو لاش ملی ہے' اس کے بارے میں کیا اطلاع تم انسپکٹر جمشید کو دینا چاہتے ہو"

"کون سی لاش؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا مطلب! وہ چاروں اور محمود اور فرزانہ بُری طرح چونکے۔

====☆====

قدم قدم پہ ہنگامہ

صحن میں راحیل باز کی لاش پڑی تھی اور اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ سفید کار والا اسے ختم کر کے خود فرار ہو چکا تھا۔ وہ نہ تو کار کا نمبر نوٹ کر سکا اور نہ اس کا حلیہ ہی دیکھ سکا۔

اس نے پریشانی کے عالم میں سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ملائے۔

اس کی آواز سنتے ہی وہ بولا:

"لیجئے انکل: نگرانی کی اب کوئی ضرورت نہیں رہ گئی"

"کیا مطلب؟"

"اب وہ لاش میں تبدیل ہو چکا ہے"

"نن نہیں...." اکرام کے منہ سے نکلا۔

"آپ کے نن نہیں کرنے سے وہ زندہ تو ہونے سے رہا"

"پتا نہیں کیا چکر شروع ہو گیا بیٹھے بٹھائے ابھی ایک لاش سے فارغ نہیں ہوئے کہ دوسری ٹپک پڑی"

"فکر نہ کریں انکل! اگر یہی حال رہا تو تیسری سے بھی ملاقات ہو گی"

"اچھا تم وہیں ٹھہرو' میں آ رہا ہوں"

اور پھر اکرام وہاں پہنچ گیا۔ اس کے عملے نے اپنا کام شروع کر دیا۔ انہوں نے گھر کی تلاشی شروع کی' گھر میں راحیل ناز کے علاوہ کسی کی موجودگی کے آثار نظر نہ آئے۔ گویا وہ اکیلا ہی رہتا تھا۔ جب گھر سے کچھ نہ ملا تو سامنے والے پڑوسی کو بلایا گیا۔ اب تک وہاں راحیل باز کے قتل کی خبر پھیل چکی تھی اور آس پاس کے لوگ خوف زدہ تھے۔

''آپ ان کے بارے میں کیا بتا سکتے ہیں''

''یہ محکمہ خارجہ میں ملازم تھے' اکیلے رہتے تھے' ان کے محکمے کے لوگ یا محکمے سے تعلق رکھنے والے اکثر یہاں آتے جاتے رہتے تھے''

''یہ تو ہوگئیں عام باتیں' کوئی خاص بات بتائیں''

''خاص بات ان کے بارے میں کوئی بھی نہیں بتا سکے گا' اس لیے کہ یہ محلے میں کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے..... سب سے کٹ کر رہتے تھے''

''اچھا خیر! کوئی بات نہیں' اب ہمیں انکے دفتر سے معلومات حاصل کرنا پڑیں گی''

یہ کہہ کر سب انسپکٹر اکرام نے محکمہ خارجہ کے دفتر فون کیا۔ اپنا تعارف کرانے کے بعد اس نے کہا:

''ہمیں راحیل ناز کے بارے میں معلومات چاہییں''

''جی.... کیا مطلب.... کس کے بارے میں معلومات چاہییں''

''راحیل ناز کے بارے میں''

''وہ یہاں ریکارڈ کیپر ہیں''

''کیا وہ آج ڈیوٹی پر آئے تھے''

''جی نہیں' وہ سات دن کی چھٹی پر ہیں''

''آپ کو معلوم ہو جانا چاہیے' انہیں ابھی ابھی تھوڑی دیر پہلے کسی نے قتل کر دیا ہے''

''کیا....؟'' مارے حیرت اور خوف کے کہا گیا۔

''ہاں جناب! آپ یہ خبر اپنے دفتر کے انچارج صاحب کو سنا دیں' اگر وہ ہم سے بات کرنا چاہیں تو ہم یہاں ان کے گھر پہ موجود ہیں''

''اوہ......اچھا''

فون بند کر کے اکرام محمود کی طرف مڑا۔

''یہ شخص محکمہ خارجہ میں ریکارڈ کیپر تھا۔ تمہاری کہانی یہ کہتی ہے کہ پارک میں جو شخص مرا اسے زہر یہاں دیا گیا تھا اور غالباً راحیل ناز نے ہی دیا تھا' کیونکہ جونہی تم یہاں اس سے اس سلسلے میں بات کرنے آئے اور اس کے گھر سے نکلے' اس نے کسی کو یہ خبر دی کہ وہ شخص مارا جا چکا ہے' لیکن محکمہ سراغ رسانی والے اس تک پہنچ گئے ہیں۔ چنانچہ فوراً ہی اسے ختم کر دیا گیا' تا کہ ہم اس سے پارک میں مرنے والے شخص کے بارے میں معلومات نہ حاصل کر سکیں''

''جی ہاں انکل! بالکل یہی بات ہے اور اب میری بے چینی میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ مجھے فوراً گھر پہنچ جانا چاہیے..... ہم ابا جان کو اس کیس میں فوری طور پر شامل کر لینا چاہتے ہیں''

''تم ٹھیک کہتے ہو..... گھر چلے جاؤ.... کوئی خاص بات معلوم ہوئی تو میں فون کر دوں گا''

محمود جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اکرام نے

لپک کر ریسیور اٹھالیا' دوسری طرف سے کوئی بہت گھبرائی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

''آپ وہی ہیں نا.... جس نے ابھی ابھی راحیل ناز کے قتل کی اطلاع دی تھی''

''جی ہاں! بالکل''

''معاملہ حد درجے خطرناک ہے' راحیل ناز کے پاس ایک بہت اہم فائل تھی' وہ اس کی الماری میں نہیں ہے.... مہربانی فرما کر اس کے گھر کی فوری طور پر تلاشی لیں اور اگر فائل مل جاتی ہے تو اس کی حفاظت شروع کر دیں''

''گھر کی تلاشی ہم پہلے ہی لے چکے ہیں' یہاں سے کچھ بھی نہیں ملا''

''تب پھر.... اس کا مطلب ہے.... فائل غائب ہے.... ارے باپ رے.... نن.... نہیں.... نہیں'' وہ جو کوئی بھی تھا' بُری طرح چلا اٹھا۔

''آپ کون ہیں' وہ فائل کیسی تھی.... جلدی بتائیں''

''میں دفتر خارجہ کا ڈپٹی سیکرٹری بات کر رہا ہوں' راحیل ناز میرے دفتر میں ریکارڈ کیپر تھا' ابھی چند روز پہلے ایک اہم فائل اس کے حوالے کی گئی تھی.... اب مجھے آپ کی طرف سے اطلاع مل رہی ہے کہ اسے کسی نے قتل کر دیا ہے اور وہ فائل بھی اس کے گھر میں نہیں ہے' اس صورت میں یہ خبر بہت خوفناک ہے''

''وہ کیسے؟ اس فائل کی کیا اہمیت ہے؟''

''وزارتِ خارجہ کی طرف سے اس فائل کی خاص طور پر حفاظت

کرنے کی ہدایات موصول ہوئی تھیں' اس پر کچھ کام کیا جانا تھا' اس غرض کے لیے وہ راحیل ناز کے حوالے کی گئی' اور شاید ابھی اس نے فائل پر کام شروع بھی نہیں کیا تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا''

''آپ نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ فائل میں تھا کیا؟''

''افسوس! ہم یہ بات نہیں بتا سکتے''

''خیر.... فائل کا نمبر وغیرہ کیا تھا' کیونکہ نمبر کے بغیر ہم اس کو کیسے تلاش کر سکتے ہیں بھلا''

''ہاں! یہ بات بھی ہے.... خیر آپ سے درخواست ہے' اس فائل کو جلد از جلد تلاش کر لیں.... اس کا نام R.351 ہے'' آپ سب انسپکٹر اکرام ہیں' یعنی انسپکٹر جمشید کے اسسٹنٹ!

''جی ہاں! یہی بات ہے''

''بہت بہت شکریہ....'' ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا.... پھر اکرام نے کہا۔

''فائل کا مسئلہ سنگین ہے.... تم فوراً گھر پہنچو.... فاروق کے پاس وہ کاغذات موجود ہیں' جو اس نامعلوم آدمی کی جیب سے ملے ہیں۔ ان سے اگر ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے تو شاید ہم فائل تک پہنچ جائیں.... کیونکہ وہ امانت فائل ہے.... اور وہ اس کے گھر میں ہے۔ لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ جو لوگ اس سارے چکر کی پشت پر ہیں' انہیں اس شخص کا گھر کیوں نہیں معلوم....''

''بھلا اس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں'' محمود مسکرایا۔

''خیر.... تم کچھ نہ کہو اور اب اللہ کے لیے روانہ ہو جاؤ... میں بھی اس لاش کو اٹھوانے کے بعد ادھر ہی آ رہا ہوں''

''جی اچھا''

محمود جانے کے لیے مڑا ہی تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بجی۔

دونوں چونکے، پھر اکرام نے فون کان سے لگا لیا۔

''اکرام! یہ تم ہو....''

دوسری طرف آئی جی شیخ نثار احمد تھے۔ اکرام کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار نظر آئے۔ اس نے فوراً کہا۔

''جی ہاں! یہ میں ہوں سر... خیر تو ہے سر؟''

''محکمہ خارجہ کے ڈپٹی سیکرٹری سرفراز احمد خان نے ابھی ابھی تم سے بات کی ہے....''

''یس سر....''

''انہوں نے جس فائل کی بات کی ہے، تمام کام چھوڑ کر اس فائل کی تلاش میں جت جاؤ.... میں نے جمشید سے رابطے کی کوشش کی ہے، لیکن اس کا فون بند ہے، نہ جانے وہ کہاں ہے..... بہر حال.... تم تو شروع ہو جاؤ اور محمود، فاروق اور فرزانہ کو اپنے ساتھ ملا لو''

''وہ پہلے ہی اس کیس میں شامل ہیں...''

''اوہو اچھا.... وہ کیسے.... لیکن نہیں یہ بتانے میں وقت ضائع ہو گا، کہیں ہم اس فائل کو کھو نہ بیٹھیں.... تم ذرا تیزی سے حرکت میں آ جاؤ''

''بہت بہتر سر''

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ اکرام نے اس سے کہا آؤ

محمود لاش سے میرے ماتحت نبٹتے رہیں گے.... فائل کا معاملہ اہم اور پراسرار ہوتا جا رہا ہے اور انسپکٹر صاحب کا کوئی پتا نہیں۔

''ایک تو ابا جان ایسے موقعوں پر غائب ہو جاتے ہیں'' محمود نے کہا، اکرام مسکرا دیا، پھر وہ دونوں جیپ میں گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

آخر وہ دروازے پر پہنچے انہوں نے دیکھا گھر کا بیرونی دروازہ ٹوٹا پڑا تھا، دونوں تیزی سے آگے بڑھے۔

====☆====

آواز کو موت

چاروں غنڈوں کے ساتھ انہوں نے اپنے پڑوسی عبدالعزیز خان کو حیرت زدہ انداز میں دیکھا۔

''یہ کیا بات ہوئی'' فاروق کے منہ سے نکلا۔

''کون سی بات کیا ہوئی.....'' عبدالعزیز نے کندھے اچکائے۔

''ابھی ابھی جب آپ دروازے پر پہنچے تھے تو آپ نے دستک دے کر کہا تھا کہ آپ انسپکٹر جمشید کو اس لاش کے بارے میں کوئی اطلاع دینا چاہتے ہیں، جو ابھی ملی ہے.... لہذا ہم نے دروازہ کھول دیا اور اب آپ کہہ رہے ہیں، کون سی لاش، یہ کیا بات ہوئی''

''بات دراصل یہ ہے کہ میں نے باہر سے گزرتے ہوئے اندر گڑبڑ کی آوازیں سنیں تو کان دروازے سے لگا دیے.... اس طرح میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اندر لازمی گڑبڑ ہے، سو میں نے دستک دے ڈالی تا کہ آپ لوگوں کے کچھ کام آ سکوں''

''آپ کا بہت بہت شکریہ! آپ بہت اچھے پڑوسی ہیں، پڑوسی کو ایسا ہی ہونا چاہیے'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

''لیکن یہاں آ کر شاید آپ نے خود کو مصیبت میں ڈال لیا ہے،

ہم تو پہلے ہی مصیبت میں تھے''

''کیا مطلب!'' عبدالعزیز خان چونکے۔

''مطلب تمہیں ہم بتاتے ہیں.... یہ دیکھو'' ایک غنڈے نے کہا۔

ان کے ہاتھوں میں پستول دیکھ کر عبدالعزیز صاحب تو لگے کانپنے۔

''یہ لو.... یہ آئے ہیں تمہاری مدد کرنے' اپنی مدد تو بھائی صاحب کر نہیں سکتے'' ایک غنڈہ ہنسا۔

''اچھا تم اب ایک طرف بیٹھ جاؤ.... فی الحال تو ہم تمہیں واپس بھیج نہیں سکتے اور تم دونوں اب ایک لمحہ ضائع کیے بغیر یہ بتا دو' اس لاش کے پاس سے جو کچھ ملا ہے' وہ کہاں ہے؟''

''یہ..... یہ کیسے ہو سکتا ہے'' فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''کیا کیسے ہو سکتا ہے'' تیسرا غنڈا اسے گھور کر بولا۔

''ایک لمحہ ضائع کیے بغیر بھلا میں کیسے بتا سکتا ہوں' بتانے میں تو کئی لمحے لگ جائیں گے''

''تم ادھر ادھر کی باتوں میں وقت بہت ضائع کرتے ہو اور بال کی کھال ہمیشہ اتارتے ہو۔ اب اگر یہ نہیں بتاتے تو ان دونوں کو گولیاں مار دو۔ اور ساتھ ہی اس عبدالعزیز کو بھی.... بلاوجہ ٹپک پڑا.... پکے آم کی طرح'' ایک نے جھلا کر کہا۔

''آپ.... نے مجھے آم کہہ کر میری توہین کی ہے' وہ بھی پکا آم''

عبدالعزیز نے منہ بنا کر کہا۔

اور پھر ان کے پستول ان تینوں کی طرف تن گئے، ایسے میں باورچی خانے سے آواز آئی۔

"بتادو بھئی.... وہ چیزیں ہمارے کس کام کی"

"کیا بتا دیں، امی جان، آپ کن چیزوں کی بات کر رہی ہیں،" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"بھئی وہی چیزیں جن کی تلاش میں یہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ لاش کی جیب سے ملی ہیں"

"میں وہ چیزیں انہیں دے تو دیتا، لیکن دوں گا نہیں" فاروق نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بات یہ ہوئی کہ میں خود ابھی ان چیزوں کا جائزہ نہیں لے سکا، ان میں اگر کچھ کاغذات ہیں تو میں ان کو ابھی پڑھ نہیں سکا، جب تک میں پڑھ نہ لوں، دیکھ نہ لوں، میں وہ انہیں دے نہیں سکتا، چاہے یہ مجھے گگ.... گولی ہی کیوں نہ مار دیں"

"گگ.... گولی کیوں، صرف گولی کیوں نہیں" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اب تم بھی میری طرح بال کی کھال اتارنے لگیں"

"یہ نہیں دیں گے، موت سے ان کی ملاقات کروا دیں"

"ملاقات بھی کروائیں تو کس سے" فاروق نے مری مری آواز میں کہا۔

"تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو، اگر ان لوگوں نے تمہیں پستول کی گولیوں کا نشانہ بنا دیا تو تم انسپکٹر صاحب کو کیا جواب دو گے" عبدالعزیز نے پریشان ہو کر کہا۔

"سوچنا پڑے گا" فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا سوچنا پڑے گا"

"یہ کہ ان کی گولیوں کا شکار ہو جانے کی صورت میں ہم ابا جان کو کیا جواب دیں گے"

"خیر سوچ لو، کوئی جلدی نہیں" فرزانہ مسکرائی۔

"سنگھاڑے! تمہیں کیا ہو گیا ہے، کب تک ان کی باتیں سنو گے، ختم کر دو انہیں، اور اسے بھی.... پھر ہم وہ چیزیں یہاں سے برآمد کر ہی لیں گے"

"واہ! کیا چیز یاد دلا دی" فرزانہ نے چٹخارہ بھرا۔

"کیا ہو گیا تمہیں" فاروق نے اسے گھورا۔

"اب میں کیا کروں، سنگھاڑے میری پسندیدہ چیز ہیں"

"دیکھا تم نے.... دیکھا" ایک غنڈہ چیخا۔

"ہاں.... دیکھا" عبدالعزیز نے بوکھلا کر کہا۔

"چپ رہو.... بلاوجہ ٹپک پڑے۔ تمہاری کیا ضروری تھی بھلا"

"تب پھر.... مہربانی فرما کر مجھے جانے دیں"

"اب یہاں سے مر کر ہی جاؤ گے"

"خیر کوئی بات نہیں، چلا تو جاؤں گا" عبدالعزیز نے خوش ہو کر کہا۔

''اوہو! یہ کہہ رہے ہیں' مر کر ہی جائیں گے''

''نن..... نہیں.... ارے باپ رے' ایسا مذاق نہ کریں..... میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں''

''میں فائر کر رہا ہوں'' سنگھاڑا غرایا۔

''یا اللہ رحم''

اور پھر سنگھاڑے نے فاروق کے دل کا نشانہ لے لیا' اس کی انگلی ٹریگر پر دباؤ ڈالتی محسوس ہوئی۔

''نہیں.... نہیں' ایسا نہ کرو'' عبدالعزیز نے کہا' پھر وہ تڑ سے گرا اور فرش پر لڑھک گیا۔ گرا بھی بہت بھونڈے طریقے سے اور لڑھکا اور بھی بے ڈھب انداز سے' سنگھاڑا اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور یہی وقت تھا جب فاروق نے اس کی طرف چھلانگ لگائی۔

دونوں دھڑام سے فرش پر گرے۔ سنگھاڑے کے ہاتھ سے پستول نکل گیا۔ وہ فرش پر پھسلتا عبدالعزیز کے پاس آ گیا۔

''ارے باپ رے.... پپ پستول'' عبدالعزیز نے بوکھلا کر کہا اور بدحواسی کے عالم میں اس کو اٹھالیا' اس کا رخ ان چاروں کی طرف کر دیا' انگلی ٹریگر پر دباؤ ڈالنے لگی۔

''شاباش عبدالعزیز صاحب... کر دیں ان پر فائرنگ''

''کک.... کیسے کر دو.... میں نے تو زندگی میں کبھی پستول نہیں چلایا' نہ مجھے نشانہ لینا آتا ہے'' اس نے کانپتی آواز میں کہا۔

''ارے باپ رے.... اس طرح تو گولی ہم میں سے بھی کسی کو لگ سکتی ہے'' فاروق گھبرا گیا۔

''خبردار ٹریگر نہ دبانا'' سنگھاڑا چیخا۔

''تب.... تب پھر کیا دباؤں بڑے بھائی.... کیا اس کی نال دبا دوں''

''نال کا رخ اپنی طرف کر کے ٹریگر دبا دو'' ایک غنڈا بولا۔

''اچھی بات ہے.... یہ لو''

یہ کہہ کر عبدالعزیز نے نال کا رخ اپنے چہرے کی طرف کر دیا اور لگا ٹریگر دبانے۔ یہ دیکھ کر فاروق اور فرزانہ بری طرح گھبرا گئے۔

''ارے ارے.... کیا کر رہے ہیں' کیوں اپنی آواز کو موت دے رہے ہیں'' فاروق چیخا۔

''نن نہیں تو.... میں تو نہیں دے رہا اپنی آواز کو موت''

''حد ہو گئی.... اپنی موت کو آواز'' فرزانہ نے بھنا کر کہا۔

''وہ بھی نہیں دی.... پتا نہیں آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں'' عبدالعزیز نے گھبرا کر کہا۔

''اگر آپ ٹریگر دبائیں گے تو اس سے نکلنے والی گولی خود آپ کو ختم کر دے گی''

''نن نہیں.....'' یہ کہتے ہوئے وہ مارے خوف کے اچھلا۔ ساتھ ہی اسکی انگلی دب گئی.... گولی چلنے کی آواز گونج اٹھی۔

ساتھ ہی ایک دل دوز چیخ سنائی دی.... انہوں نے عبدالعزیز کو گرتے ہوئے دیکھا۔ عبدالعزیز کے علاوہ ایک غنڈہ بھی گرا۔

''آپ.... آپ ٹھیک تو ہیں'' فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

''کک..... کون.... میں کون ہوں؟''

"حد ہو گئی، پوچھ رہے ہیں.... میں کون ہوں، بھائی آپ عبدالعزیز ہیں.... ہمارے پڑوسی"

"ارے باپ رے.... یہ.... یہ تو مر گیا" فرزانہ کی کانپتی آواز سنائی دی۔

"کک.... کون.... عبدالعزیز صاحب.... دماغ تو نہیں چل گیا.... یہ تو باتیں کر رہے ہیں" فاروق نے اسے گھورا۔

"ادھر دیکھو.... میں اس غنڈے کی بات کر رہی ہوں"

اب وہ اس کی طرف مڑے۔ وہ واقعی دم توڑ چکا تھا، گولی اس کی کن پٹی پر لگی تھی۔

"یہ.... یہ کیسے مر گیا" عبدالعزیز نے بوکھلا کر کہا۔

"آپ نے ٹریگر دبایا تھا نا.... بس گولی اسے لگ گئی"

"لیکن کیسے.... پستول کا رخ تو میری طرف تھا" اس کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"یہ تو ہم اس گولی سے پوچھیں گے" فاروق جل گیا۔

"مم.... میرا بھائی.... مر گیا.... اس بیوقوف پڑوسی نے اسے مار ڈالا، اب.... اب میں اسے نہیں چھوڑوں گا.... چاہے اب خود میں بھی مارا جاؤں" یہ کہتے ہوئے ایک غنڈے نے عبدالعزیز پر چھلانگ لگا دی۔

وہ خوف کے عالم میں بھاگا اور محمود اور فاروق کے کمرے کے دروازے سے ٹکرا گیا۔ دروازہ دھڑام سے کھلا اور عبدالعزیز اندر جا گرا۔ اس کے پیچھے ہی وہ غنڈا اچھلانگ لگا چکا تھا، وہ بھی کمرے کے اندر نظر آیا.... عبدالعزیز گھبراہٹ میں دروازہ بند کرنے کے لیے پلٹ چکا تھا۔ ادھر غنڈا

اندر گرا ادھر اس نے چٹخنی لگا دی۔

"حد ہو گئی.... ضرورت تھی باہر آنے کی.... رہ گئے اندر اور دروازہ بھی اندر سے بند کر لیا" فاروق نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"انکل! دروازہ کھول کر صحن میں آ جائیں.... ورنہ آپ تو گئے کام سے.... اس پر انتقام کا بھوت سوار ہے...."

"بھبھوت.... کہاں ہے بھوت.... نن نہیں" عبدالعزیز کی آواز گونجی۔

"اب میں اسے دروازہ نہیں کھولنے دوں گا.... اس نے میرے بھائی کی جان لی ہے.... اب دروازہ اس کی موت کے بعد ہی کھل سکے گا"

"ارے باپ رے.... اب.... اب کیا کریں"

"یہ سب کچھ خود عبدالعزیز صاحب کی وجہ سے ہوا، اول تو انہیں اندر آ کر دخل اندازی کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی.... آ ہی گئے تھے تو آرام سے ایک طرف بیٹھے رہتے"

"لل.... لیکن اب کیا کریں"

عین اس وقت دھم کی آواز سنائی دی.... جیسے کسی نے کسی کو زور سے زمین پر پٹخا ہو۔

"ارے باپ رے.... کک.... کیا کام شروع ہو گیا" فرزانہ گھبرا گئی۔

"تو اور کیا.... نہیں ہو گا شروع...." اندر سے غنڈے کی آواز سنائی دی اس کی آواز میں شوخی تھی۔

"عبدالعزیز صاحب.... آپ.... آپ خیریت سے تو ہیں"

فاروق نے گھبرا کر پوچھا۔

''عبدالعزیز کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا.... پھر تو کمرے سے مسلسل دھڑام دھڑام کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''خبردار.... رک جاؤ.... ورنہ ہم دروازہ توڑ دیں گے''

فاروق چیخا.... لیکن وہ جانتا تھا.... دروازہ ان سے نہیں ٹوٹ سکتا تھا۔ ایسے میں انہوں نے اندر دل دوز چیخ سنی' اور ساتھ ہی باہر سے آواز آئی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے؟''

====☆====

سفید کار

فاروق اور فرزانہ بیرونی دروازے کی طرف مڑے۔ ان کے چہرے دھواں ہو رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا' محمود اور اکرام اندر داخل ہو چکے تھے۔

''یہ ہم یہاں کیسا ہنگامہ دیکھ رہے ہیں''

''ہنگامہ نہیں..... ہنگامے..... اور سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے پڑوسی عبدالعزیز صاحب شاید اب اس دنیا میں نہیں رہے''

''کیا کہہ رہے ہو فاروق'' محمود دھک سے رہ گیا۔

اپنے خوش مزاج پڑوسی عبدالعزیز کا چہرہ اسکی آنکھوں کے سامنے ناچنے لگا۔

''وہ بے چارے بس اندر کا حال معلوم کرنے کے لیے دخل اندازی کر بیٹھے تھے۔ اب انہیں کیا معلوم تھا' اندر کیا حالات ہیں' یہاں یہ چار عدد غیر شریف لوگ موجود تھے....'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

''وہ ہیں کہاں؟''

''ہنگامے کی حالت میں وہ ہمارے کمرے کے دروازے سے جا ٹکرائے تھے' ساتھ ہی ان میں سے ایک کمرے کے اندر چلا گیا' ادھر انہوں

نے دروازہ بند کر دیا' بس پھر وہ غنڈے کے ہتھے چڑھ گئے''

''نن نہیں.... نہیں.... اب ہم آنٹی کو کیا منہ دکھائیں گے''

''ہاں واقعی ہمارا تو پہلے ہی ایک ایک منہ ہے'' فاروق نے رونی صورت بنائی۔

''لیکن تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ مارے جا چکے ہیں''

''ابھی ابھی ہم نے ان کی آخری چیخ سنی ہے''

''اور..... اور یہ لاش؟'' اکرام نے غنڈے کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔

''یہ.... پستول سے ہم پر فائر کرنے لگے تھے' ایسے میں پستول والے غنڈے سے ٹکرا گیا' پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور لڑھک کر عبدالعزیز صاحب کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اٹھالیا اور پھر ان کے ہاتھ سے ٹریگر دب گیا''

''ہوں خیر.... یہ لوگ چاہتے کیا ہیں''

''پارک میں مرنے والے کی جیب سے جو کچھ نکلا' وہ چاہتے ہیں''

''سنو دوستو! تمہارے حق میں بہتر یہ ہے کہ خود کو قانون کے حوالے کر دو اور ہمیں یہ بتا دو' پارک میں مرنے والا کون تھا''

''یہی تو ہم جاننا چاہتے ہیں''

''کیا مطلب؟''

''ہم نہیں جانتے' وہ کون تھا' لیکن جاننا چاہتے ہیں اور جاننے کا طریقہ یہی ہے کہ اس کی جیب سے جو کاغذات ملے ہیں' وہ ہمیں مل جائیں''

''سوال یہ ہے کہ آپ لوگ اس کے بارے میں کیوں جاننا

چاہتے ہیں''

''یہ ہمارا نہیں..... ہمارے باس کا مسئلہ ہے' باس تو بس ہمیں حکم دیتا ہے' اس نے ہمیں حکم دیا کہ ابھی ابھی کالی چرن روڈ کی گلی نمبر 3 سے ایک شخص نکلا ہے' اس کا پیچھا کیا جائے' ہم اس وقت کالی چرن روڈ پر ہی تھے' لیکن جب تک ہم اس کے نزدیک پہنچتے' وہ ٹیکسی میں بیٹھ چکا تھا' لہذا ہم نے اس کا تعاقب کیا' اس طرح ہم پارک تک پہنچ گئے' لیکن وہ تم لوگوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے بعد وہ لاش میں تبدیل ہو گیا' اس وقت ہمیں سامنے آ کر دخل دینے کی ہدایات نہیں تھیں' اس لیے ہم چھپ کر یہ منظر دیکھتے رہے' ایسے میں اس کی جیب سے کاغذات نکال کر تم لوگ وہاں سے نکل آئے۔ جب ہم نے باس کو یہ رپورٹ دی تب اس نے حکم دیا کہ وہ کاغذات ہر حال میں حاصل کرو' کیونکہ ہمیں اس کے گھر سے ایک اہم ترین چیز حاصل کرنا ہے' یہ ہے کل کہانی''

''اوہو! ہم باتوں میں لگ گئے اور اندر عبدالعزیز صاحب نہ جانے کس حال میں ہوں گے''

''اوہ ہاں! اکرام نے چونک کر کہا۔

اور پھر وہ دروازے کی طرف لپکے' دروازے پر زوردار دستک دی' اندر سے غنڈے کی آواز سنائی دی۔

''کیا بات ہے''

''دروازہ کھول دو.... اور خبردار فائر نہ کرنا' گولی تمہارے ساتھیوں کو بھی لگ سکتی ہے' اپنے ایک ساتھی کو تم پہلے ہی گنوا چکے ہو''

''اچھی بات ہے.... میں دروازہ کھول رہا ہوں'' اندر سے کہا

گیا۔

پھر دروازہ کھل گیا۔ وہ بری طرح اچھلے۔ عبدالعزیز ان کے سامنے کھڑے تھے جب کہ غنڈہ فرش پر ساکت پڑا تھا۔

''یہ.... یہ کیا' آپ تو زندہ سلامت ہیں اور یہ.... اسے کیا ہوا؟''

اس.... اس نے مجھ پر بہت خوفناک انداز میں چھلانگ لگائی تھی.... بس اللہ کی مہربانی ہوگئی' میں اس کی زد میں نہ آسکا اور اس کا سر دیوار سے جا ٹکرایا۔

''اوہ! تو وہ دل دوز چیخ اس کی تھی'' اکرام نے کہا۔

''ہاں جی۔ بالکل''

''لل.... لیکن آپ.... نے یہ بات بتائی کیوں نہیں کہ آپ خیریت سے ہیں''

''میں اس خوفناک صورت حال کی وجہ سے ہوش میں کہاں رہا تھا''

''خیر.... جو ہوا' اچھا ہوا.... دوستو! ہاتھ اٹھا دو' میرا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے' ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے تو ہم گولی کی زبان میں بات کریں گے'' اکرام بولا۔

''کوئی فائدہ نہیں ہوگا''

''کس بات کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا''

''اس بات کا کہ آپ ہمیں گرفتار کر رہے ہیں' بلاوجہ پریشان ہونا چاہتے ہیں تو اور بات ہے''

''آخر کیسے.... کچھ پتا تو چلے''

''باس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں''

''آپ کا مطلب ہے کہ ہم آپ کو اس لیے گرفتار نہ کریں کہ آپ لوگ جس شخص کے لیے کام کر رہے ہیں اس کے ہاتھ بہت لمبے ہیں'' فاروق نے منہ بنایا۔

''ہاں! یہی بات ہے''

''لیکن سوال یہ ہے کہ آخر اس کے ہاتھ کتنے لمبے ہیں' سو فٹ لمبے' دو سو فٹ لمبے'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

''تم چار میں سے دو رہ گئے ہو' اگر چاہتے ہو' تم بھی اپنے دونوں ساتھیوں سے جا ملو' تو تمہاری مرضی.... میں فائر کرنے لگا ہوں.... اگر تم نے ہاتھ نہ اٹھائے' خود کو ہمارے حوالے نہ کیا تو جہاں دو لاشیں ہم گرا چکے ہیں' دو اور سہی'' اکرام کی آواز سرد تھی۔

ان کے بازو اٹھ گئے۔ تاہم ان کے چہروں پر ذرہ بھر خوف نہیں تھا۔ ان میں سے ایک نے ایسے عالم میں کہا۔

''ہمیں گرفتار کر لو.... لیکن بہت جلد آپ ہمیں چھوڑنے پر مجبور ہوں گے''

''خیر.... دیکھا جائے گا''

اور پھر انہیں ہتھکڑیاں لگا دی گئیں۔

''اب فاروق.... جلدی کرو.... پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے''

''کیا.... کروں....'' فاروق ہکلایا۔

''کاغذات نکالو.... جو لاش کی جیب سے ملے تھے' تاکہ ہم فوراً اس کے گھر پہنچ کر وہ فائل حاصل کر سکیں''

''فائل.... کیا مطلب.... تمہیں معلوم ہے کہ وہ امانت ایک فائل کی صورت میں ہے''

''پارک کے باہر وہ ٹیکسی ڈرائیور موجود تھا' میں اس کے قریب اس جگہ تک پہنچا جہاں سے مرنے والا سوار ہوا تھا۔ اس جگہ کے بالکل سامنے ایک گلی تھی۔ مین نے مرنے والے کی خیالی تصویر بنائی... اور اس گلی کے ایک ایک گھر کے دروازے پر دستک دے کر آگے بڑھتا رہا' وہ تصویر دکھاتا رہا... آخر ایک شخص کے چہرے پر حیرت اور خوف دکھائی دے گئے' بس میں نے جان لیا..... اسی شخص نے اسے زہر دیا تھا۔ بعد میں یہ بات ثابت بھی ہوگئی''

''ثابت ہوگئی... لیکن کیسے.... کیا اس نے اقرار کرلیا''

نہیں.... میں نے اپنا تعارف کرایا' اس سے لاش میں تبدیل ہونے والے اس شخص کے بارے میں بات چیت کرتا رہا' پھر میں باہر نکل آیا۔ اب وہ شخص بوکھلا چکا تھا' لہٰذا اس نے ان حالات کی خبر کسی کو کی.... بس فوراً ہی ایک نامعلوم آدمی وہاں آیا اور اسے گولی کا نشانہ بنا کر چلتا بنا' میں واپس جانے کے لیے سڑک پر پہنچ چکا تھا' اسے اس شخص کے دروازے پر رکتے دیکھ کر چونک اٹھا.... جب تک میں وہاں پہنچتا.... وہ اپنی کار میں فرار ہو چکا تھا۔ افسوس نہ میں اس کی کار کا نمبر دیکھ سکا.... نہ اس کا چہرہ.... البتہ کار سفید رنگ کی ٹیوٹا تھی۔

''دھت تیرے کی..... یہ تو کچھ بھی نہ ہوا'' فاروق نے منہ بنایا۔

''لیکن اب ہمارے پاس وہ کاغذات ہیں..... جو....''

محمود کے الفاظ درمیان میں رہ گئے' عین اسی وقت ایک بڑی

گاڑی باہر آ کر رکی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ سب سنبھلتے' کچھ کر سکتے.... بے شمار کلاشن کوفوں والے افراد ان کے گھر میں داخل ہونے لگے۔

====☆====

عادت سی پڑ گئی ہے

”یہ.... یہ ہمارا گھر ہے یا کوئی اکھاڑہ....“ فاروق کی کپکپاتی آواز سنائی دی۔

کوئی کچھ نہ بولا' جیسے انہیں اندر آنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ وہ پورے گھر پر قابض ہو گئے۔ بس ایک کمرہ باورچی خانہ رہ گیا' کیونکہ اس کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ ایسے میں ایک نقاب پوش گھر میں داخل ہوا۔

”کیا پورے گھر پر قبضہ ہو چکا؟“ اس کی آواز ایسی تھی جیسے گلا بیٹھا ہوا ہو۔

”یس باس' بس ایک کمرہ رہتا ہے“

”اس پر قبضہ کیوں نہیں ہوا“

”وہ باورچی خانہ ہے شاید' اس کا دروازہ اندر سے بند ہے“

”کیوں! اس میں کون ہے“

”ہماری امی جان! وہ چونکہ باپردہ خاتون ہیں' اس لیے انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر رکھا ہے“

”ان سے کہو دروازہ کھول کر باہر نکل آئیں“

”مہربانی فرما کر آپ انہیں اندر ہی رہنے دیں' آپ کا کیا

نقصان ہے' اگر آپ باورچی خانے پر قبضہ نہیں کرتے.... باقی سارے گھر پر تو قبضہ ہو ہی چکا ہے.... ہاں آپ کو بھوک لگی ہے تو اور بات ہے' ہم کھانے کا انتظام باہر سے کر سکتے ہیں“

”باورچی خانے کا دروازہ توڑ دو' خاتون کو باہر کھینچ لو.... اور باورچی خانے پر بھی قبضہ کر لو.... اس گھر کا ہر فرد ہماری آنکھوں کے سامنے ہونا چاہیئے“

”دیکھیے.... آپ انہیں وہیں رہنے دیں“

”ہرگز نہیں“ وہ غرایا۔

”آپ کی مرضی.... آپ جانیں آپ کا کام“ محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔

اور پھر اس کے اشارے پر دروازہ توڑ دیا گیا۔

”چلو.... نکلو باہر....“ غرا کر کہا گیا۔

اندر سے کوئی جواب نہ ملا' نہ کسی کی موجودگی کے آثار نظر آئے۔ ان میں سے دو بے دھڑک اندر گھس گئے' پھر ان دونوں کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

”ارے! یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے.... پچھلی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ ہے' وہ غالباً اس دروازے سے نکل گئی ہے.... اور یہ دروازہ پائیں باغ میں نکلتا ہے“

”پائیں باغ سے اسے پکڑ کر یہاں لے آؤ“ اس نے حکم دیا۔

ان کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”کیوں مسکرا رہے ہو“ نقاب پوش بولا۔

”عادت سی ہو گئی ہے مسکرانے کی“ فاروق یہ کہتے ہوئے بھی مسکرایا۔

نقاب پوش کے ساتھی بُرا سا منہ بنا کر رہ گئے' اس نے بھی بنایا ہو گا.... لیکن نقاب کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں سکتے تھے۔

جلد ہی اس کے ماتحت اندر آ گئے ان کے چہروں پر ناکامی لکھی تھی۔

”کیا مطلب.... کیا وہ نہیں ملی....“

”نہیں.... وہ باغ میں بھی نہیں ہے“

”کیوں.... تم لوگ بتاؤ.... وہ کہاں جا سکتی ہیں“

”اپنے ان ساتھیوں سے پوچھ لیں.... وہ کمرے میں ہی تھیں' انہوں نے ان پر گرم پانی بھی برسایا تھا.... ہم اس وقت سے مسلسل ان کے ساتھ ہیں اندر' ہم کیا بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں چلی گئیں“

نقاب پوش نے اپنے پہلے دو ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

”اس حد تک ان کی بات درست ہے پہلے وہ خاتون باورچی خانے میں موجود تھیں' انہوں نے ہمارے اوپر گرم پانی گرایا تھا“

”خیر.... کوئی بات نہیں! اس سے فرق صرف یہ پڑا ہے کہ اب ہم یہاں نہیں ٹھہر سکتے.... کیونکہ خاتون اب تک پولیس کو فون کر چکی ہو گی.... اور کوئی دم میں پولیس یہاں پہنچ جائے گی.... لہذا ان سب کو اٹھا لو اور لے چلو.... تمہاری آسانی کے لیے میں انہیں بے ہوش کر رہا ہوں“

ان الفاظ کے ساتھ ہی نقاب پوش نے اپنا دایاں پاؤں بہت زور سے فرش پر دے مارا۔ فوراً ہی ایک دھماکا ہوا اور دھواں پھیل گیا.... وہ سب

گرتے چلے گئے اور پھر انہیں کوئی ہوش نہ رہا۔

ہوش آیا تو سب کے سب ایک بڑے کمرے میں بند تھے کمرے میں بلب جل رہا تھا اور باہر ہر طرف تاریکی تھی' گویا رات ہو چکی تھی اور نہ جانے کتنی بیت چکی تھی۔

”ہم بے ہوش ہوئے تو نقاب پوش کے ساتھی کیوں بے ہوش نہ ہوئے“ محمود بڑبڑایا۔

”اس کے لیے پہلے سے کوئی تدبیر کی گئی ہو گی' گیس ماسکس یا پھر کوئی دوا انہیں کھلائی گئی ہو گی.... لہذا یہ کوئی سوال نہ ہوا“

فاروق نے منہ بنایا۔

”اوہو! ہمارے ساتھ عبدالعزیز صاحب کو بھی لے آئے یہ لوگ' بھلا انہیں لانے کی کیا ضرورت تھی“

”نقاب پوش کے ساتھیوں کو یہ دیکھ چکے ہیں' لہذا پولیس ان کے ذریعے ان کے حلیے تو معلوم کر ہی سکتی ہے' اس لیے اب یہ لوگ ہمارے ساتھ انہیں بھی نہیں چھوڑیں گے“

”ارے باپ رے“ عبدالعزیز کانپ گیا۔

عین اسی لمحے دروازہ کھلا اور نقاب پوش اندر داخل ہوا۔ چھ ہٹے کٹے آدمی اس کے دائیں بائیں اندر داخل ہوئے.... چند لمحے تک وہ انہیں گھورتا رہا' پھر بولا۔

”ہاں! تو دوستو! اب تمہارا کیا حال ہے؟“

”آپ اپنی سنائیں“ فاروق نے منہ بنایا۔

”میں بالکل خیریت سے ہوں.... وہ کاغذات کہاں ہیں.... جو

لاش کی جیبوں سے ملے تھے'' اس نے فاروق کی طرف دیکھا۔

آپ.... آپ مجھے کیوں گھور رہے ہیں یہاں اور لوگ بھی تو ہیں''

''پارک میں لاش کے پاس تم رہ گئے تھے'' وہ ہنکارا۔

''تو پھر! اس سے کیا ہوتا ہے''

''وہ چیزیں تم ہی نکال سکتے تھے.... ذرا تلاشی لینا بھئی اس کی''

''ضرور لیں....''

دو غنڈے آگے بڑھے اور فاروق کی اچھی طرح تلاشی لے ڈالی۔ لیکن اس کے پاس کاغذات نام کی کوئی چیز نہ ملی۔

''تب پھر اس نے کاغذات اس کمرے میں کہیں چھپائے ہیں' جس میں یہ تھوڑی دیر کے لیے بند ہو گئے تھے'' ایک غنڈے نے چونک کر کہا۔

''کیا مطلب'' نقاب پوش چونکا۔

اب اس نے وہاں ہونے والی کاروائی کی تفصیل سنا دی۔

''بے وقوف! تم نے یہ بات وہاں کیوں نہ بتائی'' نقاب پوش غرایا۔

''غغ.... غلطی ہو گئی''

''صرف غلطی ہو جانا بھی کافی تھا' غغ غلطی تو اور بُرا ہے'' فاروق نے منہ بنایا۔

''اب تک ان کے گھر پولیس پہنچ چکی ہو گی اور بیگم جمشید اسے ساری کہانی سنا چکی ہو گی''

''اس کے باوجود باس وہ یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ وہ کاغذات اس

کمرہ میں کہیں موجود ہیں''

''یہ تو ٹھیک ہے' لیکن ہم بھی تو اب وہاں نہیں جا سکتے''

''پولیس وہاں آخر کب تک رہے گی' ہم لوگوں کے نکل آنے کے بعد وہ کیوں وہاں ٹھہرے گی بھلا''

''ٹھیک ہے تم دونوں وہاں چلے جاؤ.... اگر پولیس وہاں موجود نہ ہو' تو اس کمرے کی اچھی طرح تلاشی لو' پولیس موجود ہو تو اس کے جانے کا انتظار کرو اور پھر تلاشی لو''

''اوکے باس'' یہ کہہ کر وہ دونوں جانے کے لئے مڑے... ایسے میں عبدالعزیز کی آواز ابھری۔

''کوئی فائدہ نہیں''

''کیا مطلب.... کوئی فائدہ نہیں.... کیا کہنا چاہتے ہیں آپ'' فاروق ان کی طرف مڑا۔

''انہیں اس کمرے سے کچھ نہیں ملے گا''

''کیوں نہیں ملے گا.... تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو''

''اس لیے کہ اس کمرے میں کچھ وقت کے لئے میں بھی رہا ہوں''

''تت.... تت تو پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے'' وہ زور سے چونکے۔

''پھر یہ کہ ایسے میں میری نظر ان کاغذات پر جا پڑی تھی.... بس وہ میں نے نکال لیے اور جیب میں رکھ لیے''

''کیا!!! وہ سب کے سب چلا اٹھے..... پھر اکرام نے جھلا کر

کہا۔

''عجیب عقل مند ہیں آپ.... انہیں آخر یہ بات بتانے کی کیا ضرورت تھی''

''اللہ کا شکر ہے.... میں غریب بے وقوف نہیں ہوں'' عبدالعزیز نے فوراً کہا۔

''بہت خوب! مزا آ گیا.... آپ نے ہمارا کام آسان کر دیا.... نکالیے وہ کاغذات کہاں ہیں''

''ہاں ہاں ضرور کیوں نہیں، میرے وہ کس کام کے'' یہ کہہ کر عبدالعزیز نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''خبردار عبدالعزیز صاحب'' محمود چلّا اٹھا۔

''لیکن.... میں تو پہلے ہی خبردار ہوں'' عبدالعزیز نے گھبرا کر کہا۔

''میرا مطلب ہے.... آپ وہ کاغذات انہیں ہرگز نہ دیں۔ وہ آپ کے کام کے نہ سہی.... ہمارے بہت کام کے ہیں''

''اوہ اچھا.... تو یہ بات ہے، اب تو میں نہیں دوں گا انہیں''

''کیسے نہیں دو گے.... ہم تو کر دیں گے تمہارے جسم کی بوٹی بوٹی الگ''

''نن نہیں.... نہیں'' وہ مارے خوف کے چلّائے۔

''ڈنگو: اس کی جیب سے وہ کاغذات نکال لو، اس کے بعد ہمارا کام آسان ہے، ہم بس اس گھر....''

''نہیں.... نہیں.... ہم آپ کو ایسا نہیں کرنے دیں گے'' یہ کہہ کر محمود ڈنگو اور عبدالعزیز کے درمیان آ گیا۔ فاروق نے بھی چھلانگ لگائی اور

محمود کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ ایسے میں میں یہاں کھڑے رہ کر کیا کروں گی، فرزانہ نے منہ بنایا اور ان کے ساتھ آ ملی۔

''تم.... تم بھلا ہمیں روکو گے'' نقاب پوش ہنسا، ساتھ ہی اس کے غنڈوں کے پستول ان کی طرف اٹھ گئے۔

''انہیں آگے سے ہٹا دیا جائے، چاہے ان کی لاشیں گرانا پڑیں'' نقاب پوش نے سرد آواز میں کہا۔

انگلیاں ٹریگروں پر دباؤ ڈالتی محسوس ہوئیں۔

''ایک منٹ! آخر تم لوگ کیوں اپنی جانوں کو داؤ پر لگا رہے ہو.... یہ کاغذات تمہارے کس کام کے۔ چھوڑو پرے، میں ان لوگوں کو دے دیتا ہوں... پھر ہم اپنے اپنے گھر چلیں گے''

''حد ہو گئی... انکل عبدالعزیز! آپ اپنی عقل کو گھر تو نہیں بھول آئے''

''کک.... کیوں....'' وہ ہکلائے۔

ان کاغذات کے لئے اب تک چار قتل ہو چکے ہیں اور کسی وقت پانچواں قتل بھی ہو سکتا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں یہ کاغذات ہمارے کس کام کے.... آپ یہ بھی تو غور کریں کہ یہ لوگ ان کاغذات کے لئے کیوں مرے جا رہے ہیں۔

''اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے.... اس پر تو میں نے واقعی غور نہیں کیا، خیر! اب غور کر لیتا ہوں.... میرا کیا جاتا ہے''

''اب غور کا وقت نہیں رہا.... یا تو تم کاغذات نکال کر ہمارے حوالے کر دو.... یا پھر ہم انہیں گولیاں مارتے ہیں''

"نن نہیں.... نہیں.... وہ چاہے کتنے اہم ہوں' ان لوگوں کی جانوں سے زیادہ کبھی نہیں ہو سکتے' یہ لو کاغذات"

آن کی آن میں انہوں نے کاغذات نکالے اور نقاب پوش کی طرف اچھال دیئے۔

وہ آخر کاغذات تھے' کوئی ٹھوس چیز تو تھی نہیں' تھوڑا سا اوپر گئے اور درمیان میں گرتے نظر آئے۔ نقاب پوش ان کے دبوچنے کے لیے اچھلا' ادھر اکرام نے چھلانگ لگائی' دونوں پوری طاقت سے ٹکرائے۔ اکرام دھڑام سے گرا..... جبکہ نقاب پوش اپنے پیروں پر گرا' ساتھ ہی اس نے پھر چھلانگ لگائی.... اس وقت تک کاغذات نیچے آ چکے تھے اور فاروق ان کو اٹھا چکا تھا.... نقاب پوش اس سے ٹکرایا۔ وہ چاروں شانے چت گرا۔ اب نقاب پوش اس کی طرف جھکا۔ محمود بھلا ایسے میں کیسے رک سکتا تھا' اس نے پھر چھلانگ لگائی اور نقاب پوش سے ٹکرا گیا۔

وہ اوندھے منہ گرا۔ ساتھ ہی دھاڑا۔

"اندھے ہو' کھڑے منہ کیوں دیکھ رہے ہو.... پکڑ لو انہیں"

اب کمرے میں ہڑبونگ سی مچ گئی.... اچانک نقاب پوش کے منہ سے نکلا۔

"بس! کاغذات اب میرے پاس ہیں.... ختم کرو یہ ہنگامہ"

جونہی وہ سیدھے ہوئے.... سب لوگ بری طرح اچھلے.... کمرے میں عبدالعزیز نہیں تھا۔

"بھاگو.... وہ نکل گیا.... کاغذات سمیت.... اگر وہ ہم سے پہلے اس کے گھر پہنچ گیا تو گئے ہم کام سے" نقاب پوش دھاڑا۔

ایک کم

آن کی آن میں عمارت سے نقاب پوش اور اس کے ساتھی اس طرح غائب ہو گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

"یہ.... یہ کیا ہوا..... یہ عبدالعزیز تو چھپا رستم نکلے.... اس کا مطلب ہے انہوں نے بلاوجہ اس معاملے میں دخل اندازی نہیں کی تھی' ان کا تعلق اس معاملے سے شروع سے ہے" محمود نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے' اور اس کا صاف مطلب ہے یہ کہ معاملہ اب ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے... عبدالعزیز سب سے پہلے لاش کے گھر تک پہنچ جائے گا اور اس فائل کو حاصل کر لے گا... پتا نہیں اس فائل میں کیا ہے"

"اس سنگین مسئلے کا سیدھا سادا حل صرف یہ ہے کہ فوری طور پر سر سے رابطہ کیا جائے"

"اوہ ہاں! بلکہ ہمیں تو حیرت اس بات پر ہے کہ اب تک انہوں نے خود کیوں رابطہ نہیں کیا"

"وہ کہیں اور مصروف ہوں گے" فاروق نے فوراً کہا۔

اور پھر محمود نے اپنے موبائل پر ان کے نمبر ملائے.... جلد ہی ان کی

آواز سنائی دی، آواز سے کافی ناراض لگ رہے تھے۔

''یہ تم لوگ کہاں.... کہاں کی خاک چھان رہے ہو''

''حیرت ہے.... آپ نے ہم سے رابطہ بھی نہیں کیا''

''میں مصروف تھا.... کس چکر میں ہو.... میں نے سنا ہے، اکرام بھی تمہارے ساتھ ہے''

''جی ہاں! سنیے تفصیل''

اور محمود نے ساری کہانی سنا دی... چند لمحے تک وہ خاموش رہے شاید سوچ میں گم ہو گئے ہوں، آخر بولے۔

''وہیں ٹھہرو.... اکرام سے کہو.... ماتحت عملے کو بلوا لے اور فنگر پرنٹس سیکشن کو بھی.... میں آ رہا ہوں''

''لیکن ابا جان! اتنی دیر میں تو کیس ختم ہو جائے گا، اس بات کا بھی امکان ہے کہ وہ لوگ عبدالعزیز تک پہنچ جائیں گے، اس صورت میں تو وہ ان سے فائل حاصل کر لیں گے''

''ہاں! اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا، لیکن ہم کر ہی کیا سکتے ہیں، عبدالعزیز کے پاس تو کاغذات ہیں، نقاب پوش اور اس کے ساتھی اسی وقت اس کی تلاش میں نکل گئے تھے، لیکن تم یہیں رہ گئے.... یا تو تم بھی ان کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوتے''

''جی ہاں! بس یہ غلطی ہو گئی''

''اب اس غلطی کی روشنی میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس عمارت سے انگلیوں کے نشانات اٹھوائے جائیں، پھر ان کو ریکارڈ سے ملایا جائے''

''اس وقت تک وہ فائل کو نہ پار کرا دیں''

''اللہ مالک ہے.... میں آ رہا ہوں''

پھر وہاں عملہ پہنچ گیا، اس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ انسپکٹر جمشید بھی جلد ہی پہنچ گئے۔ انہوں نے پہلے تو پوری عمارت کا جائزہ لیا.... وہاں کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ آس پاس کے لوگوں سے پتا کیا تو معلوم ہوا، عمارت کرائے پر دی گئی ہے اور اس کا مالک بیرون ملک رہتا ہے۔ دوسرے ملک میں اس کا پتا وہاں کسی کو معلوم نہیں تھا، کرائے پر لینے والوں نے نہ جانے اس سے کس طرح رابطہ کر لیا تھا۔

آخر انگلیوں کے نشانات اٹھا کر وہ ریکارڈ روم آ گئے، اس عمارت کو سیل کر دیا گیا۔ لاشوں کو پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوا دیا گیا، ان کی انگلیوں کے نشانات بھی لیے گئے تھے۔

اکرام اب ریکارڈ کو چیک کر رہا تھا اور وہ اس طرح گم تھا جیسے اسے دنیا میں اور کسی چیز کا ہوش نہ رہ گیا ہو۔ پھر اس کی تیز آواز سنائی دی۔

''وہ مارا....''

''اللہ کا شکر ہے.... کچھ تو مارا، ورنہ اس کیس میں تو ہم کچھ مارنے کو بھی ترس گئے تھے'' فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

محمود اور فرزانہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گئے.... ایسے میں اکرام نے کہا

''یہ لوگ کالی شاہ گروہ کے ہیں.... بہت خطرناک ہیں، لیکن کرائے کے غنڈے ہیں۔ وہ نقاب پوش شاید کالی شاہ خود تھا.... اور اس کا مطلب ہے.... اس سارے چکر کا ذمے دار کوئی اور ہی ہے.... وہ گویا ان سے کام لے رہا ہے۔ لیکن ہمارا پہلا مسئلہ فائل ہے۔ اگر ہمیں فائل مل جاتی ہے تب ہم کامیاب اور وہ ناکام اور اگر یہ لوگ فائل لے اڑے تو ہم

نا کام.... اور وہ پراسرار شخص کامیاب.... مطلب یہ کہ ہم پہلے اس فائل کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے.... اکرام.... ان لوگوں کا اڈا کہاں ہے"

"وہ بھی بہت خطرناک علاقہ ہے سر.... عام لوگ تو دن میں ادھر سے نہیں گزرتے۔ پولیس والے رات کے وقت ادھر داخل نہیں ہوتے۔ رہ گئے ہم.... رات ہو یا دن' ہمیں تو وہاں جانا ہوگا.... لہذا چلیے سوڈان پور"

آدھ گھنٹے کے اندر سوڈان پور کو گھیرے میں لیا جا چکا تھا۔ سپیکر کے ذریعے اعلان کر دیا گیا کہ جو آرام سے تلاشی دے گا اسے کچھ نہیں کہا جائے گا اور جو رکاوٹ ڈالے گا' اسے چھوڑا نہیں جائے گا.... جن لوگوں کی ہمیں تلاش ہے.... ہم صرف انہیں گرفتار کریں گے۔

یہ اعلان بار بار دہرایا گیا' آخر ادھر سے بھی سپیکر پر اعلان کیا گیا۔

"ہم پولیس کے وعدے پر اعتبار کر رہے ہیں.... اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ جو لوگ بغیر کسی رکاوٹ کے تلاشی دیں گے' انہیں بھی گرفتار کیا جائے گا"

اس کے جواب میں انسپکٹر جمشید نے اعلان کیا:

"ایسا نہیں ہوگا.... تجربہ شرط ہے"

ان سب نے تلاشی دے ڈالی۔ لیکن پورے علاقے میں وہ نقاب پوش اور اس کے ساتھی کہیں نظر نہ آئے۔ اب انسپکٹر جمشید نے ان لوگوں سے کہا۔

"ہمیں دراصل کالی شاہ اور اس کے ساتھیوں کی تلاش ہے' ان کے بارے میں بتاؤ... وہ کہاں ہیں"

"ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں"

"بتانے والے کو پولیس کی طرف سے انعام ملے گا" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہمیں معلوم ہی نہیں تو بتائیں کیسے؟"

"کم از کم تم لوگوں میں سے ایک شخص ضرور بتا سکتا ہے"

"جی.... کیا مطلب" وہ سب کے سب چونکے۔

"ہاں! تم میں سے ایک شخص بتا سکتا ہے"

"یہ.... یہ بات آپ کیسے کہہ سکتے ہیں"

"اگر میں اتنی بات نہ بتا سکوں تو مجھے محکمہ سراغ رسانی میں رہنے کا پھر کوئی حق نہیں" وہ مسکرائے۔

"خیر.... بتائیں.... وہ کون ہے جو ان کے بارے میں کچھ بتا سکتا ہے"

انسپکٹر جمشید نے چند قدم اٹھائے اور ان میں سے ایک کا بازو کلائی سے پکڑ لیا۔ ان کے منہ سے سرد آواز نکلی۔

"کیا نام ہے جناب کا"

"جی منگو...." اس نے گھبرا کر کہا۔

"جی منگو یا صرف منگو...." فاروق نے پوچھا۔

انسپکٹر جمشید اسے گھور کر رہ گئے' پھر منگو سے بولے۔

"کہاں چھپے ہیں وہ لوگ؟"

"مجھے کیا معلوم"

"ابھی وقت ہے.... صرف بتا دینے کی بنیاد پر تمہیں چھوڑ دیا جائے گا' لیکن نہ بتانے کی صورت میں تمہیں بھی ان کے ساتھ جیل بھیجا

جائے گا''

''مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں.... آپ کو وہم ہوا ہے''

''اکرام..... اپنے ماتحتوں کو ہدایت دو..... چوکس رہیں، بستی سے کوئی فرار نہ ہو۔ یہاں تک کہ برقعے میں کوئی عورت جانا چاہے تو اسے بھی روک لیا جائے۔ ہم پہلے اسے فرزانہ سے چیک کروائیں گے.... پھر کسی کو کہیں جانے دیں گے''

''جی اچھا!'' اکرام نے فوراً کہا۔

''آج معلوم ہوا.... فرزانہ بھی ہمارے درمیان کس قدر اہم ہے''

محمود مسکرایا۔

''اللہ کا شکر ہے.... تمہیں معلوم تو ہو گیا.... فاروق کو تو اب بھی معلوم نہیں ہو سکا'' فرزانہ ہنسی۔

''تم میرے ساتھ آؤ.... باقی لوگ یہیں ٹھہریں، کوئی اپنی جگہ سے حرکت کرنے یا فرار ہونے کی کوشش نہ کرے، ورنہ ذمے دار وہ خود ہوگا''

''اور پھر وہ منگو کو ساتھ لیے اس کے گھر پہنچ گئے.... اس کے گھر کی تلاشی پہلے ہی لے چکے تھے۔ ایک کمرے میں صرف عورتیں موجود تھیں، اس کمرے کو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے، صرف فرزانہ نے ان عورتوں کو ایک نظر دیکھا تھا۔

''یہ دروازے کھول دو....'' انسپکٹر جمشید بولا۔

''کیا کہہ رہے ہیں آپ، اس میں خواتین موجود ہیں''

''میں جانتا ہوں، اندر فرزانہ جائے گی''

''یہ پہلے ہی اندر سے دیکھ چکی ہیں''

''اب یہ میری ہدایات کے مطابق اندر کا جائزہ لے گی، آپ کو آخر کیا اعتراض ہے، جب اندر صرف خواتین ہیں''

''جیسے آپ کی مرضی'' منگو نے کندھے اچکا دیے۔

اور اس نے دروازے پہ دستک دی۔ اندر سے ایک خاتون نے کہا۔

''کیا بات ہے منگو''

''پولیس ایک بار پھر اس کمرے کو چیک کرنا چاہتی ہے''

''اچھی بات ہے''

''چٹخنی گرنے کی آواز سنائی دی۔ انسپکٹر جمشید نے فرزانہ کو اشارہ کیا جاؤ فرزانہ اپنا کام کرو''

''جی اچھا....'' وہ مسکرائی اور اندر داخل ہو گئی۔

''اپنا کام تو یہ پہلے ہی کر چکی ہیں'' منگو نے منہ بنایا۔

''آپ خاموش رہیں، ہمیں اپنا کام کرنے دیں''

چند منٹ خاموشی کے عالم میں گزر گئے، آخر فرزانہ باہر نکل آئی۔

اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

''کیوں کیا ہوا ہے؟''

''پہلے جب میں نے ان خواتین کی تلاشی لی تھی تو اس وقت یہ پانچ تھیں.... لیکن اب چار ہیں''

''کیا مطلب؟'' وہ زور سے اچھلے۔

ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

====☆====

ان کی ترکیب

انسپکٹر جمشید کی نظریں منگو پر جم گئیں، وہ سرسراتی آواز میں بولے۔

"ایک عورت کہاں گئی.... وہ بھی بند کمرے سے"

"نہیں.... انہیں غلط فہمی ہوئی ہے... اندر شروع سے چار ہی عورتیں تھیں"

"میری بیٹی حساب میں اتنی کمزور نہیں" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"البتہ الجبرے میں ضرور کمزور ہے"

"اور تم جغرافیے میں" فرزانہ تڑ سے بولی۔

"بھئی آپس میں مقابلے پر تو نہ اتر آؤ..." محمود مسکرایا۔

"ان عورتوں سے کہو.... برقعے اوڑھ کر باہر آجائیں... ہم اندر کی تلاشی لیں گے"

"اس سے کیا ہوگا؟" منگو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہم اس کمرے کی تلاشی لیں گے، اس میں کہیں ایک آدمی کے چھپنے کی جگہ موجود ہے"

"نہیں ہے.... یہ ان کا وہم ہے... باہر آجاؤ بہنو برقعہ اوڑھ کر"

ادھر انسپکٹر جمشید نے اکرام کو اشارہ کیا کہ ان عورتوں پر نظر

رکھے۔ پھر انہوں نے اندر سے چار عورتوں کو باہر آتے دیکھا، اکرام نے انہیں ایک طرف بیٹھ جانے کے لیے کہا۔

"ہم اس کمرے میں کیوں نہ بیٹھیں" ایک عورت بولی۔

اکرام نے انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا۔

"پہلے اس کمرے کا جائزہ لے لیا جائے۔ اس میں سے نکلنے کا اگر کوئی راستہ نہیں ہے تو یہ وہاں بیٹھ سکتی ہیں"

محمود اور فاروق نے کمرے کے اندر جا کر دیکھا.... پھر باہر نکل آئے۔

"کمرے سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے"

"او کے..... تم اس کمرے میں بیٹھ سکتی ہو، لیکن دروازہ اندر سے بند نہیں کرو گی"

"اچھی بات ہے" ایک نے کہا، پھر وہ اس کمرے میں چلی گئیں۔

انہوں نے اکرام کو اس کمرے پر نظر رکھنے کے لیے کہا اور خود اندر داخل ہو گئے۔ منگو باہر ہی ٹھہرا رہا۔

وہ اندر داخل ہوئے۔ فرش پر موٹا قالین بچھا تھا۔ انہوں نے قالین الٹ دیا۔ دوسرا لمحہ چونکا دینے والا تھا..... نیچے انہیں تہہ خانے کا دروازہ نظر آیا تہہ خانے میں بلب جل رہا تھا۔

"اکرام گاف...." وہ اندر سے بولے۔

اکرام نے اپنے ماتحتوں کو خفیہ اشارہ کیا، فوراً ہی انہوں نے منگو اور ان عورتوں کو دبوچ لیا، انہیں ہتھکڑیاں لگا دی گئیں۔

"یہ..... یہ آپ کیا کر رہے ہیں"

''سر..... یہ صاحب پوچھ رہے ہیں'' انہیں کیوں گرفتار کیا گیا ہے۔

''نقاب پوش کالی شاہ یہاں موجود تھا' تم نے اسے یہاں چھپایا تھا اور اب وہ اس تہ خانے میں نہیں ہے' اس کا مطلب ہے اس تہ خانے سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ موجود ہے اور وہ اس راستے سے نکل گیا ہے.... لہذا بدلے میں ہم تمہیں کیوں نہیں پکڑ سکتے.... اس سوال کا جواب تم دے دو''

اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا.... تہہ خانے کا جائزہ لیا گیا تو ایک اور گھر میں جا نکلا' یہ گھر پولیس کے گھیرے سے باہر تھا' اس لیے کالی شاہ فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا اور یہ انتظامات ان لوگوں نے اسی قسم کے موقعوں کے لیے کر رکھے تھے۔

''ٹھیک سر! اب تو ہم اس پوری بستی کو گرفتار کر سکتے ہیں''

''اس کی ضرورت نہیں.... یہ لوگ عدالت میں صاف کہہ دیں گے' ان کا اس تہہ خانے سے کوئی تعلق نہیں' یہ گھر منگو کا ہے.... لہذا منگو ہی ذمے دار ہے.... اب منگو عدالت میں کبھی نہیں کہے گا کہ یہاں سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ اس لیے کہ آخر کل کو منگو کو بھی یہیں رہنا ہے''

''ہوں! آپ ٹھیک کہتے ہیں.... اس کا مطلب ہے.... کالی شاہ نکل گیا''

''ہاں! اکرام.... تم اپنے عملے کے ذریعے اس گھر سے بھی انگلیوں کے نشانات اٹھوا لو' خاص طور پر اس تہہ خانے سے''

''جی اچھا''

انگلیوں کے نشانات اٹھا لیے گئے۔ اس سے زیادہ وہ اور کچھ نہ کر سکے۔ منگو کو کمرۂ امتحان میں لایا گیا.... نشانات کالی شاہ کے ثابت ہو چکے تھے' اس لیے اب وہ برابر کا مجرم تھا۔ چنانچہ اسے شکنجے میں کس دیا گیا' لیکن پوری کوشش کے باوجود اس سے یہ معلوم نہیں کر سکے کہ کالی شاہ کہاں ملے گا۔ اور اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔

تھک ہار کر وہ گھر لوٹ آئے.... دروازے کی مرمت ہو چکی تھی اور یہاں حالات پرسکون تھے۔ وہ سب سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اب کیا کیا جائے۔ عبدالعزیز کے گھر سے انہوں نے اس کے بارے میں بھی معلوم کیا تھا' وہ بھی گھر میں نہیں تھے' اس کا مطلب ہے.... اس وقت وہ پھر غائب تھے۔

''اب کیا کیا جائے.... سوال یہ ہے''

''پہلے تو میں ذرا سیکرٹری صاحب سے دو دو باتیں کر لوں....'' انسپکٹر جمشید نے خشک اور سرد لہجے میں کہا۔

''اور اس دوران ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے''

''بالکل ٹھیک....'' انسپکٹر جمشید نے سر ہلایا۔

اور پھر وہ سوچ میں ڈوب گئے' دوسری طرف انسپکٹر جمشید نے سیکرٹری وزارتِ خارجہ سے بات کرنے کی کوشش شروع کر دی.... لیکن ان سے لاکھ کوشش کے باوجود رابطہ نہ ہو سکا۔ اب انہوں نے ان کے دفتر فون کیا.... وہاں ڈپٹی سیکرٹری موجود تھے۔

''میں فائل R.351 کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں''

''اس فائل کے بارے میں صرف چیف سیکرٹری بتا سکتے ہیں...

یعنی سرفراز احمد خان صاحب' یا راحیل باز''

''گویا آپ کا اس فائل سے کوئی تعلق نہیں''

''نہیں..... یہ انہی کے دفتر کی فائل ہے''

''اچھی بات ہے شکریہ!'' یہ کہہ کر انہوں نے فون کا ریسیور رکھ دیا اور لگے انہیں گھورنے۔

''آپ..... میرا مطلب ہے..... ہمیں اس طرح کیوں گھور رہے ہیں''

''یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے..... اب تم ہی ان لوگوں کو تلاش کرو''

''ہم تلاش کریں..... لیکن کیسے..... ان کی تلاش میں تو آپ بھی ناکام ہو چکے ہیں'' محمود نے بوکھلا کر کہا۔

''ہاں..... یہ ٹھیک ہے..... ہم ناکام ہو چکے ہیں..... اب تم کامیاب ہو کر دکھاؤ..... سوچو..... غور کرو..... غور کرو گے تو ضرور کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچ جاؤ گے''

''اچھی بات ہے..... آپ کہتے ہیں تو ہم کر لیتے ہیں غور..... ایسا غور کریں گے کہ کیا کبھی کسی نے غور کیا ہو گا..... غور بے چارہ بھی کیا یاد کرے گا'' فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

''ہے کوئی تک.....'' محمود نے جل کر کہا۔

''نہیں..... بالکل نہیں'' فرزانہ پرزور انداز میں بولی۔

''میرے مقابلے میں اس کا ساتھ دینے کی تو تم نے قسم کھا رکھی ہے''

''یہ کب کی بات ہے'' فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے تو فائل دور نکل جائے گی اور پھر ہم شاید اس تک نہ پہنچ سکیں'' انسپکٹر جمشید نے بُرا سا منہ بنایا۔

ایک بار پھر وہ سوچ میں ڈوب گئے..... لیکن کوئی بات نہ سوجھی۔

''آج شاید..... فرزانہ کی عقل بھی گھاس چرنے چلی گئی ہے'' فاروق نے منہ بنایا۔

''ایسی بات نہیں..... میں مسلسل سوچ رہی ہوں'' اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

''پتا نہیں تمہاری مسلسل سوچ کب ختم ہو گی' کیونکہ یہ ہمیں مسلسل پریشان کر رہی ہے'' فاروق نے منہ بنایا۔

''اب تم خاموش رہو گے تو بے چاری کچھ سوچے گی'' محمود نے جل کر کہا۔

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی..... پھر فرزانہ زور سے اچھلی' اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ سب فوراً اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''جلدی بتاؤ..... کیا بات سوجھی ہے''

''صاف' سیدھی اور بالکل سامنے کی ترکیب ہے..... حیرت ہے..... اتنی دیر سے کیوں سوجھی''

''پوچھو اس سے.....'' فاروق چٹ سے بولا۔

''کیا پوچھوں اور کس سے پوچھوں.....''

''بھئی اسی سے پوچھو..... یعنی ترکیب صاحبہ سے کہ اتنی دیر سے کیوں سوجھی' جب کہ سامنے کی اور سیدھی سادی تھی''

''اچھا بس..... تم تو چپ ہی رہو.....''

''جلدی بتاؤ فرزانہ....''

''لاش کی تصاویر اخبار میں دے دیتے ہیں.... انعام کا اعلان کرا دیتے ہیں' بس فوراً ہی اس کے گھر کا پتا چل جائے گا''

''چل تو جائے گا.... لیکن اس طرح مجرم لوگ وہاں ہم سے پہلے بھی پہنچ سکتے ہیں''

''آخر کیسے.... اخبار میں فرض کیا' ہم اپنا پتا اور فون نمبر دیتے ہیں.... اب رابطہ کرنے والا ہم سے رابطہ کرے گا.... مجرموں سے وہ کیوں کرے گا''

''لیکن مجرم ایسا جال بچھا سکتے ہیں کہ وہ ہم سے پہلے..... ارے..... یہ..... مگر..... نن نہیں''

انسپکٹر جمشید بہت زور سے اچھلے۔ ان کے چہرے پر جوش سوار ہو گیا۔

ان کی نظریں ان پر جم کر رہ گئیں۔

''لگتا ہے! آپ کو کوئی بہت زوردار خیال سوجھا ہے''

''یہی سمجھ لو.... مجرم کے خلاف جال بچھانے کی مکمل ترکیب ایک لمحے کے اندر میرے ذہن میں اللہ تعالیٰ نے ڈال دی.... اور اب اس پر عمل ہوگا''

''آخر وہ کیا بات ہے.... جو آپ کے ذہن میں آئی ہے''

''نہیں بتاؤں گا.... خود اندازہ لگاؤ....'' وہ مسکرائے۔

''یہ آپ کی پرانی عادت ہے.... خیر ہم اپنے خیالی گھوڑوں کو دوڑانا شروع کرتے ہیں''

''اگر تم میری ترکیب تک پہنچ گئے تو انعام دوں گا'' انہوں نے فوراً کہا۔

''اگر ہم آپ کی ترکیب تک نہ پہنچے تو آپ خود ہمیں پہنچا دیجئے گا' ہم آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔

''یہ کیا بات ہوئی'' وہ لگے انہیں گھورنے' پھر تیزی سے اٹھے اور باہر نکل گئے۔ اکرام ان کے پیچھے لپکا۔ غالباً انہوں نے اسے اشارہ کیا تھا۔

''حیرت تو عبدالعزیز پر ہے.... یہ صاحب آخر کہاں غائب ہو گئے''

''ان صاحب کا بھی اس معاملے سے گہرا تعلق لگتا ہے۔ اللہ اپنا رحم فرمائے اور اگر کہیں اس سارے معاملے کے پیچھے ان کا ہاتھ ثابت ہوا تو ہمیں بہت دکھ ہوگا.... اس لیے کہ کافی مدت سے ہمارے محلے میں رہ رہے ہیں''

''ابا جان تو اب اپنا جال بچھا کر ہی واپس آئیں گے''

''تو ہم اپنی ترکیب سے مجرم کو کیوں نہ پکڑنے کی کوشش کریں'' ایسے میں فرزانہ بولی۔

''کیا مطلب.... اگر ایسی کوئی ترکیب تم بتا سکتی ہو تو ابا جان کی موجودگی میں کیوں نہ بتائی؟''

''اس وقت ذہن نہیں چل رہا تھا' اب چلا ہے' اس میں میرا کیا قصور...'' فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

''لو بھئی محمود! اس کا تو چل گیا دماغ' خیر ترکیب بتاؤ...''

''کان میری طرف لے آؤ.... کیونکہ دیواروں کے بھی کان

ہوتے ہیں''

''حد ہوگئی.... ایک تو تم ہر جگہ دیواروں سے کانوں کو لے آتی ہو''

''بھئی کانوں کو ہی لے آتی ہوں نا.... شکر کرو.... دیواروں کی آنکھوں کو نہیں لے آتی''

''یہ تم ترکیب بتارہی ہو''

''اوہ.... اچھا.... خیر سنو.... لیکن تم کان تو آگے لائے ہی نہیں''

دونوں نے اپنے سر آگے کی طرف جھکائے' ادھر فرزانہ نے جھکایا۔ ان تینوں کے سر زور سے ٹکرا گئے۔ ادھر باورچی خانے سے ان کی والدہ کی آواز سنائی دی۔

''حیرت ہے.... بہت مدت بعد جانی پہچانی سی آواز سنائی دی ہے.... غالباً ناریلوں کے ٹکرانے کی آواز تھی''

''امی جان! کہیں آپ کا جی ناریل کھانے کو تو نہیں چاہ رہا'' محمود مسکرایا۔

''توبہ ہے تم سے'' وہ بولیں۔

اور پھر فرزانہ ان کے کانوں میں کھسر پسر کرنے لگی۔ فرزانہ کی ترکیب سن کر ان پر جوش سوار ہوگیا۔ محمود نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے' ہم اس ترکیب پر عمل کریں گے' لیکن ابا جان کو کچھ بتائے بغیر''۔

''بالکل ٹھیک۔ یہی میں کہنے والا تھا'' فاروق نے فوراً کہا۔

''تو پھر کہا کیوں نہیں تھا'' محمود جل گیا' فرزانہ مسکرادی۔

نصف رات سے کچھ دیر پہلے وہ گھر سے باہر نکل آئے۔ گیراج

سے اپنی کار نکالی۔ اندران کے والد کی کار نہیں تھی' اس کا مطلب تھا' وہ ابھی تک لوٹ کر نہیں آئے تھے' انہوں نے کار کا انجن سٹارٹ کیے بغیر اس کو باہر نکالا اور کچھ دور لا کر اس میں بیٹھے۔ محمود نے کار آگے بڑھادی۔ لیکن یہاں ان سے بھول ہوگئی' وہ گھر کا دروازہ کھلا چھوڑ آئے تھے' اور ایسا صرف اس چکر میں ہوا کہ اپنی والدہ کو بتانا نہیں چاہتے تھے۔

ادھر وہ گھر سے روانہ ہوئے' ادھر تاریکی میں ایک کار آ کر رکی' اس سے چند آدمی اترے اور گھر میں داخل ہو گئے' داخل ہوتے وقت ایک نے کہا۔

''حیرت ہے.... نصف رات کے وقت دروازہ کھلا ہے.... کہیں ہمارے لئے کوئی جال تو نہیں بچھایا گیا''

''ایسا ہی لگتا ہے.... میں تو کہتا ہوں' رک جاؤ.... پہلے اندر کا جائزہ لے لو.... پھر چلیں گے''

''اوکے''

وہ واپس نکل آئے اور ایک تاریک کونے میں کھڑے ہو کر کھسر پسر کرنے لگے' اس دوران وہ برابر انسپکٹر جمشید کے گھر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ایسے میں اندر ایک ہلکی سی آواز گونجی۔

''دیکھا.... میں نے کہا تھا' اندر ہمارے لیے کوئی جال بچھایا گیا ہے' گویا انہیں پہلے سے اندازہ تھا کہ ہم اندر داخل ہونے کی کوشش کریں گے'' ایک نے کہا۔

''تب پھر اندر داخل ہونے کا خیال چھوڑ دو اور نکل چلو' باس پوچھے گا تو کہہ دیں گے' یہ لوگ جاگ رہے تھے اور اندر داخل ہونا کسی طرح

ممکن نہیں تھا’’

‘‘بالکل ٹھیک....’’

اور پھر وہ اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ایسے میں ایک کار گیراج سے نکلی.... اس کو بیگم جمشید چلا رہی تھیں، وہ لوگ سوچ ہی نہیں سکتے تھے، ان کا تعاقب کیا جائے گا.... اس لیے تعاقب کرنا مشکل کام ثابت نہ ہوا اور قریباً بیس منٹ کے سفر کے بعد گاڑی ایک جگہ رک گئی۔ بیگم جمشید نے مناسب فاصلے پر کار روک لی اور اتر کر اس عمارت کی طرف چل پڑیں، یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گئیں کہ اندر جاتے وقت وہ دروازہ اندر سے بند کرنا نہیں بھولے تھے اور اندر داخل ہونا ان کے لیے ممکن نہیں تھا۔ محمود، فاروق اور فرزانہ تو اس کام کے ماہر تھے۔ لیکن انہوں نے ایسے کام کبھی نہیں کیے تھے.... اب کچھ فاصلے پر ہٹ آئیں اور موبائل پر اکرام کے نمبر ڈائل کیے۔ اکرام کا فون بند ملا، اب انہوں نے محمد حسین آزاد کے نمبر ملائے، سلسلہ مل گیا انہوں نے ساری صورت حال بتائی.... محمد حسین آزاد جلد ہی اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا۔ اس کی ہدایات پر کوٹھی کو گھیر لیا گیا.... اب اس نے بیگم جمشید سے کہا۔

‘‘ہم ان لوگوں کو گرفتار نہیں کر سکتے، کیونکہ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں، انہوں نے آپ کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی اور یہ حملہ کرنا چاہتے تھے۔ ہم صرف ان کی نگرانی کر سکتے ہیں۔ یہاں سے نکل کر یہ لوگ جہاں کہیں جائیں گے، ہم تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ جائیں گے۔’’

‘‘بالکل ٹھیک! یہ بھی بہت کافی ہے.... میں پھر چلتی ہوں۔’’

‘‘اب آپ نہیں جا سکتیں’’ ایک آواز ابھری۔

انہوں نے چونک کر دیکھا.... وہ چار غنڈوں کی زد پر تھے۔ ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔ اپنے ماتحتوں کو حکم دو، وہ رائفلیں گرا دیں، اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو ہم تم لوگوں کو سب سے پہلے نشانہ بنائیں گے، ان سے بعد میں نبٹتے رہیں گے’’

‘‘رائفلیں گرا دو.....’’ محمد حسین آزاد نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

ان کی رائفلیں سمیٹ لی گئیں۔ پھر وہ انہیں اندر لے آئے اور ایک کمرہ میں داخل ہونے کے لیے کہا۔ پھر کمرے کا دروازہ بند کرنے سے پہلے ان میں سے ایک نے کہا۔

‘‘کیوں.... کیسی رہی.... چالاک بنتے ہو.... انتظار کرو، ابھی تمہارے باقی ساتھی بھی گھیر گھار کر یہیں لائے جائیں گے’’

ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ بند کر دیا گیا۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

‘‘مجھے ڈر لگ رہا ہے’’ ایسے میں محمد حسین آزاد کی آواز ابھری۔

‘‘یہ کیا بات ہوئی.... آپ تو قانون کے محافظ ہیں’’

‘‘ہاں! وہ تو میں ہوں.... لیکن ان لوگوں کے ارادے نیک نہیں لگتے’’

‘‘جرائم پیشہ لوگوں کے ارادے نیک ہو بھی کیسے سکتے ہیں’’

‘‘اللہ اپنا رحم فرمائے’’

‘‘کیا آپ گھر میں کوئی رقعہ وغیرہ چھوڑ کر آئی ہیں’’

''اتنا وقت ہی کہاں ملا ہے''

''تب تو مارے گئے....اب یہاں کوئی مدد کو کیسے آئے گا بھلا''

''اللہ کو یاد کریں....اللہ کو....'' بیگم جمشید نے بُرا سا منہ بنایا۔

''وہ....وہ تو میں کر رہا ہوں....آپ یہ بتائیں، محمود، فاروق اور فرزانہ کہاں ہیں''

''مجھے نہیں معلوم....''

''اور....اور انسپکٹر جمشید صاحب'' محمد حسین نے کانپتی آواز میں کہا۔

''ان کا بھی کوئی پتا نہیں''

''مارے گئے پھر ہم تو''

عین اسی وقت دروازہ زوردار آواز کے ساتھ کھلا اور تین سائے اندر آ گرے، ایسے میں ان میں سے ایک نے کہا۔

''یہ پھینکنے کا کون سا طریقہ ہے....کچھ تو سلیقے سے پھینکو''

بیگم جمشید کا دل بیٹھنے لگا....کیونکہ آواز فاروق کی تھی۔ اور اس کا مطلب تھا کہ وہ سب ایک ایک کر کے ان کے جال میں آتے جا رہے ہیں۔ اور اب صرف انسپکٹر جمشید اور ان کے ماتحت اکرام باقی رہ گئے تھے۔ ایسے میں دروازہ ایک بار پھر کھلا اور کوئی دھڑام سے اندر گرا ساتھ ہی دروازہ بند کر دیا گیا۔

====☆====

دھماکہ خیز کہانی

''کک....کون ہو بھئی....عین میرے اوپر آ کر گرنے کی کوئی خاص ضرورت تھی'' فاروق کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''مم....میں....اندھیرا''

''اوہ! تو آپ ہیں اندھیرا صاحب: میں بھی کہوں کمرے میں اتنا اندھیرا کیوں ہے، بہت دیر سے دل جل رہا ہے، روشنی پھر بھی نہیں ہو رہی'' فاروق بڑبڑایا۔

''یار فاروق اس اندھیرے نے تو تمہیں شاعر بنا دیا'' محمود ہنسا۔

''بس جی....کیا بتاؤں....ارے ہائیں....یہ آواز تو اپنے عبدالعزیز صاحب کی تھی....تت تو آپ بھی پھنس گئے''

''پپ پتا نہیں'' عبدالعزیز کی آواز ابھری۔

''کیا پتا نہیں'' فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

''یہ کہ میں پھنسا ہوں یا نہیں''

''اچھا بھائی.....اب آپ سے کون مغز مارے، ارے ہاں آپ اچانک غائب کہاں ہو گئے تھے''

''بس! میں نے سوچا، موقع اچھا ہے، ان کاغذات کے ذریعے

لاش میں تبدیل ہونے والے کے گھر پہنچ جاتا ہوں اور فائل حاصل کر لیتا ہوں..... دراصل بات یہ ہے کہ آج کل مجھ پر جاسوسی کا بھوت سوار ہے.....آپ کی دیکھی دیکھا' میں بھی سراغ رساں بنتا جا رہا ہوں' بس یوں کہہ لیں' خربوزہ' خربوزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے''

''دیکھی دیکھا نہیں' دیکھا دیکھی'' فرزانہ نے گویا اصلاح کی۔

''وہ اندھیرا ہے نا.... الفاظ سجھائی نہیں دے رہے'' عبدالعزیز کی آواز ابھری۔

''حد ہو گئی.... ارے بھائی الفاظ روشنی میں بھی کب سجھائی دیتے ہیں''

''آپ عینک لگوا لیں'' عبدالعزیز نے مشورہ دیا۔

''بات کیا ہو رہی تھی..... کیا شروع ہو گئی..... اچھا تو پھر کیا آپ اس کے گھر تک پہنچ گئے''

''افسوس نہیں'' اس نے فوراً کہا۔

''کس بات کا افسوس نہیں'' فاروق نے پوچھا۔

''حد ہو گئی' اندھیرے میں شاید تم کچھ زیادہ ہی الٹ پلٹ سمجھنے لگتے ہو' میں نے کہا ہے' افسوس' نہیں' یعنی میں وہاں تک نہیں پہنچ سکا' دراصل ہم سے بے وقوفی ہوئی''

''یہ جان کر خوشی ہوئی'' فاروق نے ہانک لگائی۔

''یہ پوچھا نہیں کہ کیا بے وقوفی ہوئی اور خوش ہونے لگے''

''خیر! اب بتائیں' میں غمگین ہونے کے لیے بھی تیار ہوں'' فاروق کی آواز گونجی۔

''پہلے میں سوڈان پور کی طرف چلا گیا' میرا خیال تھا جو کچھ بھی گڑبڑ ہے' وہیں ہے' میرا اندازہ تو درست نکلا' لیکن غنڈے پہلے ہی میرے استقبال کے لئے تیار تھے''

''اوہو! ارے.... دھت تیرے کی'' محمود نے جھلا کر اپنی ران پہ ہاتھ مارا' ساتھ ہی کمرے میں فرزانہ کی آواز ابھری۔

''ہائے! میں مر گئی.... اس قدر زور سے میری پسلیوں پہ ہاتھ دے مارا''

''تت.... تو یہ تمہاری پسلیاں تھیں.... اللہ کا شکر ہے'' محمود نے خوش ہو کر کہا۔

''یہ کیا بات ہوئی' تو یہ تمہاری پسلیاں تھیں' اللہ کا شکر ہے''

''دراصل ہاتھ لگتے ہی گھبرا گیا تھا کہ یہ میری ران کو اچانک کیا ہو گیا ہے؟''

''اماں جاؤ.... کسی اور کو اُلو بنانا'' عبدالعزیز نے جلے ہوئے انداز میں کہا۔

''اچھا....'' محمود نے جلدی کہا۔

''کیا اچھا....''

''جسے آپ کہتے ہیں' اُلو بنا دوں گا' میرا کیا جاتا ہے'' محمود ہنسا۔

''گویا اُلو بنانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں'' فاروق نے جملہ کسا۔

''میں یہ کہہ رہا تھا کہ!!!''

عین اس لمحے کمرہ روشن ہو گیا' ساتھ ہی نقاب پوش اندر داخل

ہوا۔

''مبارک ہو تم سب ایک جگہ جمع ہو گئے.... بس انسپکٹر جمشید اور اکرام رہتے ہیں' وہ بھی جلد آئیں گے' جال بچھا دیا گیا ہے.... بلکہ کہنا چاہیے' جوابی جال' اور یہ ہمارا تیسرا وار ہوگا.... تم لوگ اس کو آخری وار بھی کہہ سکتے ہو''

''آخری وار.... ارے باپ رے.... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے'' فاروق گھبرا گیا۔

''جوابی جال سے آپ کا کیا مطلب ہے'' فرزانہ بُری طرح بے چین ہوگئی۔

''انسپکٹر جمشید نے ایک جال بچھایا ہے' لیکن ہم نے جال پر جال بچھا دیا' اسے کہتے ہیں جوابی جال''

''لیکن اس کو جوابی چال کیوں نہیں کہہ سکتے'' فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

''اب تم سے کون مغز مارے'' نقاب پوش ہنسا۔

''ہائیں! یہ کیا.... یہ آپ نے کیا کہہ دیا! کیا آپ ہم سے اس حد تک واقف ہیں'' محمود نے حیران ہو کر کہا۔

''میں تو تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں' تم ہو کس خیال میں''

''ہمارے خیالات نہایت صاف ستھرے اور پاکیزہ ہیں'' فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

''آپ نے بتایا نہیں' جوابی چال کیا ہے''

''صبح کے اخبارات اس لاش کی تصاویر شائع کر رہے ہیں' اس

کے ساتھ انسپکٹر جمشید کا اعلان ہوگا.... اس لاش کے بارے میں معلومات مہیا کرنے والے کو انعام دیا جائے گا۔ لہٰذا جہاں وہ رہتا ہے' اس جگہ کے چند افراد فوراً انسپکٹر جمشید کے دفتر کی طرف دوڑ لگائیں گے۔ تاکہ وہ انعام حاصل کر سکیں۔ ان میں سے کسی کو دفتر کے باہر سے لے اڑنا اور اس کے گھر تک پہنچ جانا ہمارے لیے کیا مشکل ہوگا۔ بس اس کے بعد فائل ہماری ہے''

''لیکن وہ بھی تو دفتر سے دوڑ لگائیں گے' کیا آپ اتنی جلدی فائل تلاش کر سکیں گے''

''ہم نے ایسے انتظامات کر لیے ہیں کہ ہم کافی وقت پہلے وہاں پہنچ جائیں' ڈبل انعام کا لالچ دیتے ہی ہم اس کا نام اور پتا معلوم کر لیں گے اور شہر میں اس جگہ سے نزدیک ترین جو کارکن موجود ہوں گے' انہیں فون کر دیں گے' لہٰذا ایک یا دو منٹ کے اندر وہاں پہنچ جائیں گے۔ جبکہ انسپکٹر جمشید اس وقت اپنے دفتر سے روانہ ہوں گے.... اب ظاہر ہے' اس شخص کا گھر اتنا بڑا تو ہوگا نہیں' کیونکہ کپڑوں اور حلیے سے وہ کوئی دولت مند آدمی نہیں لگ رہا تھا....''

''اوہ اوہ....' ان سب کے منہ سے نکلا۔

''اب کیا خیال ہے.... جوابی جال پسند آیا''

''ہاں! اچھا ہے.... لیکن....'' فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

''لیکن کیا.... اب تم نئی چھوڑو گے''

''لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے.... شکاری اپنے بچھائے جال میں خود ہی پھنس جاتا ہے''

''تب پھر انسپکٹر جمشید اپنے بچھائے جال میں خود کیوں نہیں پھنس

سکتے''

''ہاں واقعی... اس کا بھی امکان ہے''

''اچھا! اب تم لوگ آرام کرو.... صبح ملاقات ہوگی.... اخبارات کے بازار میں آنے کی دیر ہے.... ہم لوگ حرکت میں آجائیں گے''

''اچھی بات ہے.... کمرے کا دروازہ بند کر دیں.... ہم سو رہے ہیں''

اور پھر وہ واقعی سونے کے لیے لیٹ گئے' کیونکہ اس کیس کے سلسلے میں اب صبح سے پہلے تک کچھ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

آخر دن نکل آیا ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھل گیا.... باہر کئی کلاشن کوفوں والے نظر آئے' پھر نقاب پوش ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''اخبارات بازار میں آنے والے ہیں''

''لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نامعلوم شخص کا کوئی پڑوسی اخبار دیکھ ہی لے''

''تمام اخبارات میں سب سے نمایاں آج اس شخص کی تصاویر ہوں گی' لہذا سب سے پہلے اسی پر نظریں پڑیں گی... فکر نہ کریں''

''آپ کو یہ سب باتیں کیسے معلوم ہو گئیں' جب کہ یہ سارے کام انسپکٹر جمشید کے ہیں'' عبدالعزیز کے لہجے میں حیرت تھی۔

''ہر محکمے میں ایسے لوگ مل جاتے ہیں جنہیں خرید لیا جاتا ہے ان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی' اور انسپکٹر جمشید کے محکمے میں تو ایسے لوگ اس لیے موجود ہیں کہ ان سے حسد کرنے والوں کی تعداد بے تحاشہ ہے' حسد کرنے والے تو بغیر کچھ خرچ کیے معلومات دے دیتے ہیں''

''اوہ ہاں! آپ کی یہ بات ٹھیک ہے'' محمود چونکا۔

''ابھی تو میری ہر بات تم لوگوں کو درست محسوس ہوگی''

''ایک بات اب تک سمجھ میں نہیں آئی.... اور وہ یہ کہ مارے جانے والے شخص کے ہاتھ وہ فائل کیسے لگ گئی' دفتر خارجہ کی ایک چیز کسی نامعلوم آدمی تک کیسے پہنچ گئی....'' فرزانہ بول اٹھی۔

''اوہ ہاں! یہ سوال اس کیس کا سب سے زیادہ الجھا ہوا سوال ہے''

راحیل باز وہاں کا ذمے دار آفیسر تھا۔ تمام فائلوں کی حفاظت اس کے ذمے تھی۔ اس سے کسی نامعلوم آدمی نے ساز باز کی' یعنی سودے بازی کی۔ ایک بہت بڑی رقم کی پیش کش کی۔ اس نے اس رقم کے بدلے فائل اس کے حوالے کرنا منظور کر لیا۔ لیکن وہ یہ کام اس انداز سے کرنا چاہتا تھا کہ کوئی اس پر شک نہ کر سکے' ورنہ تم خود سوچو' بات تو یہیں پر آتی' اس نے یہ مسئلہ فائل کے خریدار کے سامنے رکھا' بڑی رقم اس کے اسی وقت کام آ سکتی تھی جب کوئی اس پہ شک نہ کر سکتا۔ اب خریدار نے ایک ایسا آدمی مہیا کرنے کا وعدہ کیا جو فائل اس کے دفتر سے اڑاتا' ساتھ ہی اسے ہدایت دی گئی کہ وہ اپنی انگلیوں کے نشانات وہاں چھوڑ دے تاکہ تفتیش کرنے والے ان نشانات والے شخص کی تلاش کرتے رہیں۔ دوسری طرف اس شخص کو ساری معلومات دی گئیں' دفتر میں اس فائل تک پہنچنے کا طریقہ تک بتایا گیا۔ چابی کی نقل تک بنائی گئی۔

''ایک منٹ جناب! آپ کی کہانی بہت مزے دار ہے' لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ ایسا شخص آیا کہاں سے''

''فائل کے خریدار نے ایک جرائم پیشہ ایجنسی سے رابطہ کیا۔ اس ایجنسی سے کرائے کے جرائم پیشہ لوگ ملتے ہیں' ایجنسی اپنا معاوضہ لے کر اپنے آدمی کے ذریعے کام کرادیتی ہے' اب ہوا کیا' وہ شخص آیا' فائل نکال کر لے گیا' وہ فائل لے کر راحیل باز کے ہاں پہنچا' کیونکہ اسے ہدایت تھی کہ فائل اس کے حوالے کرنا ہے' اس کا گھر اسے پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا' راحیل باز سے اسے رقم بھی وصول کرنا تھی..... ادھر خریدار نے اور ہی پروگرام ترتیب دے رکھا تھا۔ اس نے راحیل باز کو ہدایات دی کہ جب وہ شخص فائل لے آئے تو اسے رقم دینے کے ساتھ چائے یا کوئی اور پینے کی چیز بھی پیش کرے اور اس میں وہ زہر ملا دے جو اس خریدار نے ہی اسے دیا تھا' اس کا پروگرام یہ تھا کہ اس طرح اس شخص کی لاش کسی سڑک پر مل جائے گی۔ اس کی انگلیوں کے نشانات فائل اٹھانے والے کی انگلیوں کے نشانات سے مل جائیں گے اور فائل اس کے پاس سے ملے گی نہیں' اس طرح پولیس سر ٹکراتی رہے گی' لیکن فائل کا سراغ نہیں لگا پائے گی۔ لیکن ہوا کیا' فائل اٹھانے والا ان سب سے تیز نکلا' فائل اڑا کر وہ راحیل باز کی طرف نہیں گیا' پہلے اپنے گھر گیا' اس نے ایک نقلی فائل کا پہلے ہی انتظام کر رکھا تھا۔ اس فائل کو کاغذ میں لپیٹ کر اور اصل فائل کو اپنے گھر میں چھپا کر وہ راحیل باز کے گھر پہنچا۔ اس نے سوچا تھا وہ اس طرح ڈبل شکار کھیلے گا' راحیل باز سے رقم وصول کرے گا' اور نقلی فائل اس کے حوالے کرے گا... پھر ان سے اور بڑی رقم کا مطالبہ اس فائل کے بدلے میں کرے گا.... اور خود پس پردہ رہے گا۔ اس کے گھر کے بارے میں خود ان لوگوں کو بھی معلوم نہیں جس کا وہ ملازم تھا' یعنی اس ایجنسی کو۔ اس نے نقلی فائل راحیل باز کے حوالے کر دی ادھر اس نے رقم

دینے سے پہلے اسے زہریلی چائے پلا دی.... زہر کو کچھ دیر بعد اثر شروع کرنا تھا' لیکن راحیل باز سے کچھ زیادہ زہر مل گیا' اس نے فوراً محسوس کر لیا کہ اسے زہر دیا گیا ہے۔ وہ رقم لیے بغیر وہاں سے بھاگ نکلا۔ راحیل باز نے فوراً خریدار کو فون پر صورت حال کی... اس کے کارکن پہلے ہی راحیل باز کے گھر کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہوں نے اس شخص کا تعاقب شروع کیا۔ وہ ایک ٹیکسی پکڑ چکا تھا اور وہ سیدھا نیشنل پارک پہنچ گیا۔ کیونکہ موت سے پہلے اسے تم لوگوں کے پاس آنے کی سوجھ گئی تھی۔ ادھر خریدار کے کارکنوں نے خریدار کو صورت حال بتائی۔ اس نے محسوس کیا۔ معاملہ بگڑ گیا ہے۔ لہذا وہ فوراً راحیل باز کے گھر پہنچا' دروازے پر ہی اسے گولی ماری اور اس کی جیب سے رقم لے کر فرار ہو گیا۔ یہ ہے کل کہانی۔ اس کہانی میں مشکل یہ ہے کہ اب تک کسی کو نہ اس کا نام معلوم ہو سکا' نہ پتا۔

''لیکن کیوں.... اس ایجنسی سے آپ نے کیوں معلوم نہ کیا'' محمود نے اعتراض کیا۔

''بہت خوب! تو تمہیں یقین ہے کہ وہ خریدار میں ہی ہوں''

''ہاں! جناب! اس بات میں اب کیا شک رہ جاتا ہے''

''خیر یونہی سہی.... میں نے ایجنسی کو ساری بات بتائی.... انہوں نے کہا.... اس کے جس گھر کا انہیں پتا ہے' وہاں فائل نہیں ملی' وہ تلاشی لے چکے ہیں' وہ اس کا کوئی اور گھر تھا جس میں اس نے فائل چھپائی ہے۔ اس کے بارے میں انہیں بھی معلوم نہیں''

''اور نام.... وہ اس کا نام تو بتا ہی سکتے تھے''

''ان کے پاس وہ باقر کے نام سے کام کرتا تھا' اب معلوم نہیں

باقر اس کا اصل نام تھا یا فرضی''

''مطلب یہ کہ اب آپ کا جال مکمل ہے.... اور آپ کے آدمی وہ فائل لے کر آتے ہی ہوں گے اور ہمارے والد کے ماتحت اس گھر تک ان کے بعد پہنچیں گے''

''ہاں! بالکل.... جال پوری طرح بچھایا جا چکا ہے' تیسرا وار مکمل ہونے والا ہے اور میں فائل لے کر یہاں سے اس طرح غائب ہونے والا ہوں جیسے گدھے کے سر سے سینگ''

''اب ایک بات رہ گئی'' فاروق نے منہ بنایا۔

''اور وہ کیا؟''

''اس فائل میں ہے کیا؟''

''اس ملک کی وزارتِ خارجہ نے ایک غیر مسلم ملک سے بہت بڑا معاہدہ کیا تھا۔ غیر مسلم ملک معاہدہ تو کر بیٹھا' لیکن اس معاہدے سے وہ بہت بڑے نقصان میں جاتا ہے جب کہ اس ملک کو بے تحاشہ فائدہ پہنچے گا.... لہذا اس کا حل اس ملک نے یہ سوچا کہ اس فائل کو ہی اڑا لیا جائے.... اس طرح وہ صاف انکار کر دے گا' کہہ دے گا ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہوا... ہوا ہے تو ثبوت دکھائیں.... ثبوت کے طور پر اصل فائل بھی دکھانا پڑتی ہے.... عدالت صرف اصل فائل کو مانتی ہے.... بس یہ ہے کہانی... آخر آج وہ فائل اس ملک کے حوالے کر دی جائے گی''

''اس کا مطلب ہے.... آپ اس ملک کے ایجنٹ ہیں' رہتے ہیں ہمارے ملک میں اور اس کی جڑیں کاٹتے ہیں''

''ہاں! یہی بات ہے' اس لیے کہ مجھے اس ملک سے نفرت ہے'

شدید نفرت' میں اس ملک کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا... میں اس کے نقصان میں راضی ہوں... اس کو نقصان پہنچانا میرا کام ہے...''

''تب آپ یہودیوں کے ایجنٹ ہیں یا پھر عیسائیوں کے.... اس ملک کو نقصان پہنچانے والے مسلمان تو ہو نہیں سکتے' لہذا میں کہہ سکتا ہوں' آپ مسلمان بھی نہیں ہیں''

''ہاں! یہی سمجھ لو.... ارے.... وہ دیکھو.... دوڑتے قدموں کی آواز' اس کا مطلب ہے.... فائل آ گئی.... ہوشیار رہنا بھئی.... یہ لوگ کوئی حرکت نہ کرنے پائیں.... ان میں سے کوئی ذرا بھی حرکت کرنے کی کوشش کرے' اسے فوراً گولی مار دینا''

''او کے سر'' کلاشن کوف والوں نے کہا۔

اور پھر دوڑتے قدم نزدیک آ گئے.... انہوں نے دیکھا.... وہ چار غنڈے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں کاغذوں سے لپٹی فائل موجود تھی۔

''اس کے گھر سے یہ فائل ملی ہے سر.... جونہی ہم وہاں سے نکلے.... ہم نے پولیس کی گاڑیوں کو آتے دیکھا' لہذا ہم وہاں سے ہوا ہو گئے''

''شاباش'' اس نے خوش ہو کر کہا اور فائل اس کے ہاتھ سے لے لی۔ پھر جلدی جلدی اس پر سے کاغذ اتارنے لگا۔ اوپر والا کاغذ اتر گیا تو نیچے ایک اور کاغذ لپٹا نظر آیا۔ اس نے بے تابانہ انداز میں اس کاغذ کو بھی پھاڑ ڈالا' لیکن اس کے نیچے بھی ایک اور کاغذ لپٹا نظر آیا۔

''حد ہو گئی.... ایسے کتنے کاغذات لپیٹ ڈالے کم بخت نے....

خود تو مارا گیا اور ہمارے لیے مشکلات پیدا کر گیا''

یہ کہتے ہوئے اس نے پھر کاغذ اتار ڈالا.... آخر فائل کی صورت نظر آئی اور ساتھ ہی ایک بہت زوردار دھماکا ہوا وہاں ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا..... وہ سب کے سب گرتے چلے گئے۔

انہیں ہوش آیا تو پولیس ان کے سروں پر موجود تھی۔ اکرام کے ماتحت نقاب پوش اور اس کے تمام غنڈوں کو ہتھکڑیاں پہنا چکے تھے۔ انہیں ہوش میں آتے دیکھ کر عبدالعزیز نے مسکرا کر کہا۔

''اللہ کا شکر ہے، تمہیں ہوش تو آیا''

''مطلب یہ کہ آپ ہم سے پہلے ہوش میں آ گئے، حیرت ہے''

''نہیں! اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں''

''کیا مطلب.... تب پھر حیرت کی بات کس میں ہے؟''

''اس میں کہ میں تو بے ہوش ہوا ہی نہیں... بے شک ان حضرات سے پوچھ لو'' عبدالعزیز نے اکرام وغیرہ کی طرف دیکھا۔

''یہ ٹھیک ہے، جب ہم یہاں پہنچے تو یہ ہوش میں تھے'' اکرام نے فوراً کہا۔

''آپ یہاں پہنچے کیسے؟''

''پروگرام پہلے سے طے تھا''

''کک.... کیا مطلب؟'' وہ چونکے۔

''فائل لے کر آنے والے نقاب پوش کے آدمی نہیں تھے، ہمارے محکمہ کے آدمی تھے، چند غنڈوں کو ہم نے صبح سویرے منہ اندھیرے ہی قابو میں کر لیا تھا، ان کے حلیوں میں وہ فائل لے کر آئے تھے''

''لیکن وہ فائل کب تھی''

''ہاں! وہ تو فائل کی فائل تھی'' اکرام مسکرایا۔

''لیکن یہ سب کیسے ہوا.... ابا جان اب تک سامنے کیوں نہیں آئے؟''

''وہ سامنے رہے کب نہیں، اس کیس کے شروع سے آخر تک تم لوگوں کے ساتھ ساتھ تو رہے ہیں''

''کیا..... نہیں'' وہ چلا اٹھے اور پھر ان تینوں کی نظریں عبدالعزیز پر جم گئیں۔

''شکر ہے.... تم نے پہچانا تو'' انسپکٹر جمشید ہنسے۔

''اف مالک! یہ آپ ہیں.... تب تو پھر فاروق کے ہاتھ کے رکھے ہوئے کاغذات آپ کے پاس تھے، لہذا آپ تو پہلے ہی فائل حاصل کر چکے تھے''

''بالکل یہی بات ہے..... اخبارات میں اشتہار تو ان لوگوں کو پھنسانے کا ڈراما تھا.... اور میں خود ہی ان کے شکنجے میں آ گیا تھا.... تاکہ ذرا مزا رہے اور نقاب پوش صاحب بھی یاد رکھیں کہ کسی اجنبی سے ملاقات ہوئی تھی''

''لل..... لیکن..... یہ ہیں کون؟''

''کیا مطلب.... کیا تم نے اب تک اندازہ نہیں لگایا''

''لگا تو خیر لیتے ہیں.... یہ اپنے سرفراز احمد خان ہی ہیں نا''

''بہت خوب! بالکل درست اندازہ لگایا.... اکرام بھئی..... ذرا ان کے منہ سے یہ میک اپ تو اتار دو.... تاکہ نہ رہے شک نہ بجے بانسری''

نے بوکھلا کر کہا۔

''مم.... معافی چاہتا ہوں'' انسپکٹر جمشید گھبرا گئے۔

''یہ معافی آپ نے ہم سے مانگی ہے یا محاورے سے''

''مم.... محاورے سے'' وہ بولے۔

اور وہ مسکرانے لگے۔